عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ
ختم نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد:۲۲ | ۱۴ تا ۲۰/ رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲ تا ۱۸/ ستمبر ۲۰۰۳ء | شمارہ:۱۶

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے سیرت آئینہ میں

قادیانیت

اسلام کے متوازی ایک جدید مذہب

خوشگوار زندگی کے اسباب وعوامل

افادات فقیہ الامت

Email: editorkn@yahoo.com

www.khatm-e-nubuwwat.com
Website: http://www.khatme-nubuwwat.org

نماز، روزے کی پابند مگر شوہر اور بچوں سے لڑنے والی بیوی کا انجام:

س:...... ایک عورت جو بہت ہی نماز روزہ کی پابند ہے، کسی حالت میں بھی نماز روزہ نہیں چھوڑتی یہاں تک کہ بیماری کی حالت میں روزہ رکھتی ہے اور صبح شام قرآن مجید کی بھی تلاوت کرتی ہے، اس کے سات بچے ہیں جو کہ اعلیٰ تعلیم پارہے ہیں مگر وہ عورت بہت ہی غصیلی اور ضدی واقع ہوئی ہے۔ بعض مواقع پر بچوں اور شوہر سے لڑ پڑتی ہے یہاں تک کہ غصہ کی وجہ سے ان لوگوں سے ماہ دو ماہ تک بولنا ترک کردیتی ہے اور شوہر اور بچوں کو موت کی بددعائیں تک دیتی ہے، اس کے باوجود اپنی نماز بدستور پڑھتی ہے۔ غصہ اتنا زیادہ ہے کہ شوہر اور بچوں کی ہر بات پر جو صحیح بھی ہوتی ہے، اس کو غصہ میں آجاتا ہے، اس کی مرضی کے خلاف اگر کوئی بات ہوجاتی ہے تو قیامت برپا کردیتی ہے جبکہ مسلمان کو تین دن سے زیادہ غصہ رکھنا حرام ہوتا ہے، تو کیا ڈیڑھ دو ماہ غصہ رکھ کر نماز روزہ اور کوئی عبادت قبول ہوتی ہے یا نہیں؟ اور ایسی حالت میں نماز روزہ ہوسکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ ایک مسئلہ میں آپ فرماتے ہیں کہ بغیر عذر کے مسجد اور جماعت کو ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے، یہاں تو غصہ حرام ہے اور اس حرام کے ساتھ نماز، روزہ اور کسی عبادت کی کیا حیثیت ہوسکتی ہے؟

ج:...... نماز روزہ تو اس خاتون کا ہوجاتا ہے اور کرنا بھی چاہئے لیکن اتنا زیادہ غصہ اس کی نیکی کو برباد کردیتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ ایک عورت نماز روزہ بہت کرتی ہے مگر ہمسائے اس سے نالاں ہیں۔ فرمایا: "وہ دوزخ میں ہے۔" عرض کیا گیا کہ ایک عورت فرائض کے علاوہ نفلی نماز تو زیادہ نہیں پڑھتی مگر اس کے ہمسائے اس سے بہت خوش ہیں۔ فرمایا: "وہ جنت میں ہے۔" خصوصاً کسی خاتون کی اپنے شوہر اور اپنے بچوں سے بدمزاجی تو سو عیبوں کا ایک عیب ہے، ایسی عورت کا آخرت میں تو جو انجام ہوگا سو ہوگا، اس کی دنیا بھی اس کے لئے جہنم سے کم نہیں اور اگر اس کے شوہر صاحب اور بچے بھی (جو بالغ ہوں) نماز روزے کے پابند نہیں تو جو انجام اس عورت کا ہوگا وہی ان کا بھی ہوگا۔

سچی توبہ اور حقوق العباد:

س:...... اگر کوئی انسان گناہ کبیرہ کرتا ہے مثال کے طور پر زنا کرتا ہے یا شراب پیتا ہے، کسی کا حق مارتا ہے، کسی کا دل توڑتا ہے۔ بعد میں اللہ تعالیٰ اس کو نیک ہدایت دیتا ہے، وہ ان گناہوں سے توبہ کرتا ہے اور آئندہ کے لئے پرہیز کرتا ہے، کیا اس کے گناہ معاف ہوجائیں گے؟

ج:...... سچی توبہ سے سب گناہ معاف ہوجاتے ہیں، البتہ حقوق ذمہ رہ جاتے ہیں۔ پس اگر کسی کا مالی حق اپنے ذمہ ہو تو اس کو ادا کردے یا صاحب حق سے معاف کرالے اور اگر غیر مالی حق ہو (جیسے کسی کو مارنا، گالی دینا، غیبت کرنا وغیرہ) تو اس کی زندگی میں اس سے معاف کرائے اور اس کے مرنے کے بعد اس کے لئے دعا استغفار کرتا رہے ان شاء اللہ معافی ہوجائے گی۔

گناہ گار دوسروں کو گناہ سے روک سکتا ہے:

س:...... میں ایک گناہ گار آدمی ہوں، انتہائی گناہ کئے ہیں اور کر رہا ہوں لیکن میری فطرت یہ ہے کہ میں جو گناہ کرتا ہوں، اگر وہی گناہ کسی اور کو کرتے دیکھتا ہوں تو اسے خدا کا خوف دلاتا ہوں کہ تم کو ایسے گناہ نہیں کرنے چاہئیں، حالانکہ میں خود اس گناہ میں مبتلا ہوتا ہوں۔ ایک دفعہ کسی کتاب میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد نظر سے گزرا: "ایک آدمی قیامت کے دن لایا جائے گا اور آگ میں ڈال دیا جائے گا، تو اس کی انتڑیاں آگ سے نکل پڑیں گی، دوسرے جہنمی اس سے پوچھیں گے کہ اے فلاں! تو تو ہمیں نیکی کی تلقین کیا کرتا تھا، پھر اس عذاب میں؟ وہ کہے گا کہ ہاں! میں تمہیں نیکی کی تلقین کیا کرتا تھا مگر خود اس کے قریب نہ جاتا تھا اور برائیوں سے تم کو روکتا تھا اور خود برائیاں کرتا تھا۔"

مندرجہ بالا ارشاد گرامی پڑھنے کے بعد میں نے لوگوں کو ہدایت کرنا بند کردی۔ اب جب کسی کو گناہ میں مبتلا دیکھتا ہوں تو بھی اسے منع نہیں کرتا کہ میں خود گناہ گار ہوں، اگر میں اسے منع کروں گا تو میرا قیامت والے دن وہی حشر ہوگا۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ میں کیا کروں؟ گناہوں سے متعدد بار توبہ کی مگر پھر وہ گناہ سرزد ہوجاتے ہیں، درجنوں قسموں کا کفارہ میرے سر پر ہے، ہر گناہ کو نہ کرنے کے لئے قسم کھاتا ہوں مگر گناہ کسی نہ کسی صورت میں ہوجاتا ہے، غرضیکہ دل بالکل کالا ہوچکا ہے اور شیطان کے راستے پر گامزن ہوں، خدا میری حالت پر رحم کرے اور آپ بھی دعا کریں اور کچھ ہدایت و نصیحت فرمائیں۔

ج:...... گناہ گار اگر دوسرے کو گناہ سے روکے تو یہ بھی نیکی کا کام ہے، دوسروں کو گناہ سے باز رکھنے کا کام تو نہیں چھوڑنا چاہئے، البتہ خود گناہ کو چھوڑنے کی ہمت ضرور کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل حال ہوئی تو ان شاء اللہ آپ کو سچی توبہ کی توفیق ہوجائے گی۔ گناہوں سے پریشان نہیں ہونا چاہئے، البتہ ان کے تدارک کا اہتمام کرنا چاہئے۔

ہفت روزہ ختم نبوۃ

جلد:۲۲ شمارہ:۱۶ ۱۳تا۲۰/رجب ۱۴۲۴ھ مطابق ۱۲تا۱۸/ستمبر ۲۰۰۳ء

بیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
امام اہل سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ

سرپرست اعلیٰ
حضرت خواجہ خان محمد زید مجدہٗ

سرپرست
حضرت سید نفیس الحسینی دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ
مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ
مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر
مولانا اللہ وسایا

مجلس ادارت
مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
علامہ احمد میاں حمادی
مولانا نذیر احمد تونسوی
مولانا منظور احمد الحسینی
مولانا سعید احمد جلالپوری
صاحبزادہ طارق محمود
مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
سید اطہر عظیم
سرکولیشن منیجر: محمد انور رانا
ناظم مالیات: جمال عبدالناصر شاہد
قانونی مشیران: حشمت حبیب ایڈووکیٹ، منظور احمد میو ایڈووکیٹ
ٹائٹل و تزئین: محمد ارشد و سیم، محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

اداریہ	4
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سیرت کے آئینہ میں (حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی بلند شہریؒ)	6
خوشگوار زندگی کے اسباب و عوامل (مولانا محمد ساجد قاسمی)	11
قادیانیت اسلام کے متوازی ایک جدید مذہب (مولانا حبیب الرحمن قاسمی)	16
افادات فقیہ الامت (مولانا رحمت اللہ میر قاسمی)	25

زرتعاون بیرون ملک: امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا: ۹۰ ڈالر۔
یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ امریکی ڈالر
زرتعاون اندرون ملک فی شمارہ: ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت۔ اکاؤنٹ نمبر 6-363 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

لندن آفس:
35, Stockwell Green,
London, SW9 9HZ U.K.
Ph: 0207-737-8199

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۵۱۴۱۲۲، ۵۸۳۴۸۶، فیکس: ۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road, Multan.
Ph: 583486-514122 Fax: 542277

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی۔ فون: ۷۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۷۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat (Trust)
Old Numaish M.A. Jinnah Road, Karachi.
Ph: 7780337 Fax: 7780340

ناشر: عزیز الرحمن جالندھری طابع: سید شاہد حسن مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قادیانی رہنما کا قبول اسلام

حق وصداقت کی ایک اور فتح

گزشتہ دنوں آپ اہم قادیانی رہنما شیخ راحیل احمد کے اپنے اہل خانہ سمیت قبول اسلام کی خبر پڑھ چکے ہیں۔ ہم اس موقع پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی جانب سے قبول اسلام پر انہیں مبارکباد پیش کرتے ہیں اور دین پر استقامت کیلئے دعا کرتے ہیں۔ اس سے پہلے آپ کئی شماروں میں متعدد قادیانیوں کے قبول اسلام کی خبریں پڑھتے رہے ہیں۔ یہ تمام واقعات ثابت کرتے ہیں کہ قادیانی خود بھی اپنے مذہب سے بیزار ہو رہے ہیں جیسا کہ شیخ راحیل احمد نے خود اعتراف کیا۔ ان کا یہ کہنا کہ وہ پچھلے کئی سالوں کے مطالعہ اور غور وفکر کے بعد اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ قادیانی جماعت کوئی اسلامی فرقہ نہیں بلکہ مذہب کے نام پر پیسے بٹورنے والا ادارہ ہے' یہ ثابت کرتا ہے کہ سنجیدہ فکر کے حامی قادیانی' مرزا غلام احمد قادیانی کی کتب کے مطالعے کی وجہ سے قادیانیت سے متنفر ہو رہے ہیں اور ان کے ذہن اب قادیانیت کو بحیثیت مذہب قبول کرنے کے لئے تیار نہیں' وہ اس حقیقت سے واقف ہو چکے ہیں کہ قادیانیت' اسلام نہیں ہے اور نہ ہی قادیانی' مسلمان ہیں بلکہ قادیانی گروپ مرزا غلام احمد قادیانی کے خاندان کے لئے معاشی فوائد کے حصول کے لئے قائم کیا گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بات بھی ذی عقل افراد کی سمجھ میں آتی جا رہی ہے کہ قادیانی بنیادی طور پر اسلام کی بنیادوں کو منہدم کرنے کی پالیسی پر عمل کر رہے ہیں اور موجودہ دور میں اسلام کو نقصان پہنچانے والے عناصر میں سے ایک اہم عنصر قادیانی ہیں۔ قادیانی بجا طور پر یہ بات سمجھ رہے ہیں کہ قادیانیت ایک استحصالی نظام ہے' یہی وجہ ہے کہ شیخ راحیل احمد یہ کہنے پر مجبور ہوئے کہ: ''میں ایک لمبا عرصہ جماعت احمدیہ میں مختلف عہدوں پر فائز رہا ہوں' اس وجہ سے بعض ایسی باتیں میرے سامنے آئیں کہ میں نے مناسب سمجھا کہ میں جماعت (احمدیہ) سے علیحدگی اختیار کرلوں اور اسلام کے نام پر استحصالی نظام سے تعلق توڑ کر محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی صحیح غلامی میں آجاؤں۔'' کرپشن اس وقت قادیانی جماعت میں ایڈز کی طرح سرایت کئے ہوئے ہے اور شاید ہی کوئی قادیانی ہو جو اس سے بچا ہو۔ ان باتوں کو دیکھ کر عام مسلمان تو کجا دیگر غیر مسلم بھی قادیانیوں سے گھن محسوس کرنے لگے ہیں۔ قادیانی مذہب کی جڑیں اب کھوکھلی ہو چکی ہیں اور بڑی تعداد میں اہم قادیانی رہنما اسلام قبول کر رہے ہیں۔ قادیانی قیادت اگر ضد اور ہٹ دھرمی کا راستہ چھوڑ دے تو اب بھی اسلام کے دروازے اس پر کھلے ہیں۔ شیخ راحیل احمد کی پیروی اور دین حق کو قبول کرنا ان پر دارین کی فلاح وکامیابی کے دروازے کھول سکتا ہے۔ شیخ راحیل احمد کا قبول اسلام حق وصداقت کی ایک اور فتح ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات سے امید ہے کہ ان فتوحات کا سلسلہ جاری رہے گا اور اس وقت تک جاری رہے گا جب تک دنیا میں اسلام غالب نہیں ہو جاتا اور دھرتی پر موجود ہر ایک فرد مسلمان نہیں ہو جاتا۔

قادیانی اعداد وشمار کی حقیقت

قادیانیوں نے امسال اپنے سالانہ جلسے کے موقع پر اپنی تعداد کے بارے میں جو اعداد وشمار پیش کئے اگر بالفرض انہیں صحیح مان لیا جائے تو دنیا میں ہر چوتھے

شخص کو قادیانی ہونا چاہئے‘ لیکن جب ہم حقیقت پر نظر ڈالتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اپنی تعداد کے بارے میں قادیانی جماعت مرزا غلام احمد کے دور سے مبالغہ آرائی کی عادی رہی ہے۔ ہر سال دس‘ بیس لاکھ اضافے کا شوشہ چھوڑنا توان کے لئے عام سی بات تھی۔ گزشتہ سے پیوستہ سال ان کے اعداد وشمار پر ایک صحافی نے تبصرہ کرتے ہوئے طنزاً کہا تھا کہ یہ اضافہ پاکستان کی ایک تہائی آبادی کے برابر ہے یعنی قادیانیوں کے اعداد وشمار کے لحاظ سے ہر تیسرے پاکستانی کو قادیانی ہونا چاہئے۔ لیکن حقیقت میں ایسا نہیں ہے۔ اس کی وجہ بالکل واضح ہے۔ قادیانیوں کے مذہبی پیشوا مرزا غلام احمد کے بقول پانچ اور پچاس میں ایک ہندسے کا ہی تو فرق ہے‘ اس لئے ان کے نزدیک پانچ کے عدد سے پچاس کا عدد پورا ہو جاتا ہے۔ قادیانیوں نے اپنے مذہبی پیشوا کی اس بات کو اپنے پلے باندھ لیا‘ اب وہ جتنے لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر چائے پیتے ہیں‘ جتنے افراد کو اپنے باطل مذہب کی تبلیغ کرتے ہیں‘ ان کی تعداد میں بے حساب صفر لگا کر ہر سال دعویٰ ہانک دیتے ہیں کہ اس سال ہم نے اتنے کروڑ افراد کو قادیانی بنایا جبکہ درحقیقت ان میں سے ایک بھی قادیانی نہیں بنا ہوتا۔ اس قادیانی فلسفے کی وجہ سے عام مسلمانوں کو قادیانیوں کے اعداد وشمار سے دھوکے میں نہیں آنا چاہئے۔ ان اعداد وشمار کی حیثیت شیخ چلی کے انڈوں کی سی ہے‘ جن کے ذریعے شیخ چلی نے خیالی پلاؤ پکاتے ہوئے آرزوؤں کا محل تعمیر کر لیا تھا‘ لیکن یکدم وہ محل ریت کے گھروندے کی طرح زمیں بوس ہو گیا۔ قادیانیت کا گھروندا بھی زمیں بوس ہونے کو ہے‘ بس ایک لہر کی دیر ہے۔ انشاء اللہ پھر دنیا میں قادیانیت نام کا کوئی مذہب موجود نہ ہوگا اور اس دھرتی پر ڈھونڈنے سے بھی کوئی قادیانی نہیں ملے گا۔

مغربی ممالک میں سیاسی پناہ کے حصول کی قادیانی روش

گزشتہ دنوں بعض اخبارات میں اس قسم کی خبریں شائع ہوئیں‘ جن کے مطابق کینیڈا میں مقیم ایک پاکستانی سفارت کار نائب قونصل جنرل نعیم احمد نے کینیڈا کی حکومت کو سیاسی پناہ کی درخواست دی ہے‘ جس میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ وہ قادیانی ہیں‘ پاکستانی حکومت کی جانب سے قادیانی ہونے کی وجہ سے انہیں مذہبی تعصب کا نشانہ بنایا گیا ہے اور اگر وہ پاکستان واپس گئے تو انہیں ہراساں کیا جائے گا۔ اطلاعات کے مطابق نعیم احمد کو حکومت پاکستان نے وطن واپس بلا لیا تھا کیونکہ حکام کے مطابق ان پر کرپشن کے الزامات ہیں جبکہ انہوں نے کینیڈا میں مکان بھی خرید لیا ہے اور اپنے قریبی رشتے داروں کو بھی ویزے لگوا کر کینیڈا بلوا لیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق اقلیتوں کے حوالے سے پاکستان کے خلاف منفی بین الاقوامی طرز عمل کی وجہ سے یہ معاملہ حکومت پاکستان کے لئے انتہائی پیچیدہ ہو گیا ہے۔

قادیانیوں کا مغربی ممالک میں سیاسی پناہ کے حصول کے لئے درخواستیں دینا اور اس میں زور پیدا کرنے کے لئے اپنے خلاف تعصب اور ہراساں کئے جانے کی شکایات کرنا کوئی نیا طرز عمل نہیں۔ ۱۹۸۴ء میں امتناع قادیانیت آرڈیننس کے اجراء کے بعد سے یہ طرز عمل قادیانیوں کا معمول بن چکا ہے‘ جس کی وجہ سے پاکستان عالمی سطح پر بدنام ہو رہا ہے۔ متعدد ممالک اپنی انسانی حقوق کی رپورٹوں میں قادیانیوں پر مظالم کے جھوٹے اور فرضی واقعات کی بنیاد پر یکطرفہ طور پر پاکستان کا موقف جانے بغیر ملک کے خلاف منفی رویہ اپنائے ہوئے ہیں۔ ہماری حکومت نامعلوم کیوں اب تک قادیانیوں کی ان حرکتوں پر مجرمانہ خاموشی اختیار کئے ہوئے ہے۔ یہ قادیانی پاکستانی ہوائی اڈوں سے گزر کر ان مغربی ممالک میں داخل ہوتے ہیں۔ ہماری حکومت‘ ایف آئی اے‘ امیگریشن اور دیگر قانون نافذ کرنے والے ادارے کیوں ان کے بیرون ملک فرار کو ناکام نہیں بناتے؟ اگر وہ اس کی روک تھام میں کامیاب ہو جائیں تو پاکستان کو بدنام کر کے سیاسی پناہ حاصل کرنے کی روش کا بھی انسداد ہو جائے اور عالمی سطح پر پاکستان کا امیج بھی بہتر ہو۔ حکومت کو اس سلسلے میں سنجیدگی سے غور کرنا چاہئے اور مثبت اقدامات سے گریز نہیں کرنا چاہئے کہ یہ ملک کی عزت وناموس کے تحفظ کے لئے اشد ضروری ہے۔

اسوۂ مسلمہ کی مائیں

پہلی قسط

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

سیرت کے آئینہ میں

مولانا محمد عاشق الٰہیؒ

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ہیں۔ والدہ کے نام میں اختلاف ہے۔ بعض نے زینب بتایا ہے' لیکن وہ اپنی کنیت "ام رومانؓ" سے مشہور ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صرف یہی ایک بیوی ہیں' جن سے کنوارے پن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نکاح کیا۔ ان کے علاوہ آپؐ کی تمام بیویاں بیوہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ملنے کے چار پانچ سال بعد ان کی ولادت ہوئی اور چھ سال کی عمر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہوا اور نو سال کی عمر میں رخصتی ہوئی' نکاح مکہ معظمہ میں ہوا اور رخصتی ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں ہوئی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں نو سال رہیں۔ جس وقت سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاءِ اعلیٰ کا سفر اختیار فرمایا' اس وقت ان کی عمر ۱۸ سال کی تھی۔ (اصابہ جمع الفوائد بخاری شریف)

نکاح:

جب حضرت خدیجہؓ کی وفات ہوگئی تو حضرت خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نکاح نہیں کرلیتے؟ آپؐ نے فرمایا: کس سے؟ عرض کیا: آپ چاہیں تو کنواری سے کرلیں اور چاہیں تو بیوہ سے!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا: کنواری کون ہے؟ انہوں نے جواب دیا: مخلوق میں جو آپ کو سب سے محبوب ہیں' ان کی بیٹی یعنی عائشہ بنت ابی بکر (صدیق) آپؐ نے دوبارہ سوال فرمایا: بیوہ کون ہے؟ جواب دیا: سودہ بنت زمعہؓ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاچکی ہیں اور آپ کی اتباع کرتی ہیں۔

یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بہتر ہے' جاؤ دونوں جگہ میرا پیغام لے جاؤ' چنانچہ حضرت خولہؓ پہلے حضرت ابوبکر صدیقؓ کے گھر پہنچیں۔ اس وقت حضرت صدیق اکبرؓ تشریف نہ رکھتے تھے' ان کی بیوی سے کہا: اے ام رومان! کچھ خبر بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے کس خیر و برکت سے تم کو نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ انہوں نے سوال کیا: وہ کیا؟ جواب دیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عائشہؓ سے نکاح کرنے کا پیغام دے کر بھیجا ہے!

حضرت ام رومانؓ نے جواب دیا: ذرا ابوبکرؓ کے آنے کا انتظار کرو۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں وہ بھی تشریف لے آئے' ان سے بھی حضرت خولہؓ نے یہی کہا کہ اے ابوبکرؓ! کچھ خبر بھی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے تم کو کس خیر و برکت سے نوازنے کا ارادہ فرمایا ہے؟ بولے: وہ کیا؟ جواب دیا: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ عائشہؓ سے نکاح کے بارے میں آپ کا پیغام پہنچادوں!

یہ سن کر حضرت صدیق اکبرؓ نے کہا کہ وہ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بھتیجی ہے (کیونکہ میں آپ کا بھائی ہوں) کیا اس سے آپ کا نکاح ہوسکتا ہے؟ اس سوال کا جواب لینے کے لئے حضرت خولہؓ بارگاہ رسالتؐ میں واپس پہنچیں اور حضرت صدیق اکبرؓ کا اشکال سامنے رکھ دیا۔ اس کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابوبکرؓ سے کہہ دو کہ تم اور میں دونوں دینی بھائی ہیں' تمہاری لڑکی سے میرا نکاح درست ہوسکتا ہے (یہ رشتہ کے حقیقی باپ شریک یا ماں شریک بھائی کی لڑکی سے نکاح نہیں ہے) دینی بھائی کی لڑکی سے نکاح جائز ہے۔ چنانچہ حضرت خولہؓ واپس حضرت صدیق اکبرؓ کے گھر آئیں اور شرعی فتویٰ جو بارگاہ رسالتؐ سے صادر ہوا تھا اس کا اظہار کردیا' جس پر حضرت صدیق اکبرؓ حضرت عائشہؓ سے آپؐ کا نکاح کردینے پر راضی ہوگئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاکر اپنی بیٹی عائشہ کا نکاح کردیا' اس کے بعد حضرت خولہؓ حضرت سودہؓ کے پاس گئیں اور ان کے اشارہ سے ان کے والد زمعہ سے گفتگو کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت

سودہؓ کا نکاح کردینے پر راضی کرلیا اور نکاح کرادیا۔

ہجرت:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خولہ رضی اللہ عنہا کے مشورہ اور کوشش سے حضرت عائشہؓ اور حضرت سودہؓ سے نکاح فرمایا' لیکن چونکہ حضرت عائشہؓ کی عمر بہت کم (صرف چھ سال) تھی' اس لئے رخصتی ابھی ملتوی رہی' البتہ حضرت سودہؓ کی رخصتی بھی ہوگئی اور آپؐ کے دولت کدہ پر تشریف لے آئیں اور گھر کی دیکھ بھال ان کے سپرد ہوئی' اس کے بعد ہجرت کا سلسلہ شروع ہوگیا اور حضرات صحابہ کرامؓ مدینہ منورہ پہنچنے لگے بلکہ اکثر پہنچ گئے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے بھی بارہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرت کی اجازت چاہی لیکن آپؐ فرماتے رہے کہ جلدی نہ کرو' امید ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو تمہارا رفیق سفر بنادیں' یہ جواب سن کر حضرت ابوبکرؓ کو امید بندھ گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ میرا سفر ہوگا۔ چنانچہ جب اللہ جل شانہٗ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہجرت کی اجازت دے دی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق اکبرؓ کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوگئے' دونوں حضرات اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر تشریف لے گئے اور مدینہ منورہ پہنچ کر اپنے اہل وعیال کو مکہ معظمہ سے بلانے کا انتظام فرمایا' جس کی صورت یہ ہوئی کہ حضرت زید بن حارثہؓ اور حضرت ابورافع رضی اللہ عنہما کو دو اونٹ اور ۵۰۰ درہم دے کر مکہ بھیجا تاکہ دونوں کے گھرانوں کو لے آویں۔ چنانچہ وہ دونوں مکہ معظمہ پہنچے اور راستے سے ان حضرات نے تین اونٹ خرید لئے' مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت طلحہ بن عبیداللہؓ سے ملاقات ہوگئی وہ اس وقت ہجرت کا ارادہ کرچکے تھے۔ چنانچہ یہ مبارک قافلہ مدینہ منورہ کو روانہ ہوا' جس میں حضرت زید بن حارثہؓ' ان کے صاحبزادے حضرت اسامہؓ اور ان کی بیوی ام ایمنؓ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دو بیٹیاں حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثومؓ اور آپ کی بیویاں حضرت عائشہؓ' حضرت سودہؓ اور حضرت عائشہؓ کی والدہ حضرت ام رومانؓ اور حضرت عائشہؓ کی بہن حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ اور ان کے بھائی عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہم اجمعین شامل تھے۔ اس سفر میں حضرت عائشہؓ اور ان کی والدہؓ دونوں ایک کجاوے میں اونٹ پر سوار تھیں' راستہ میں ایک موقع پر وہ اونٹ بدک گیا' جس کی وجہ سے حضرت ام رومانؓ کو بہت پریشانی ہوئی اور گھبراہٹ میں اپنی بیٹی عائشہؓ کے متعلق پکار اٹھیں: ہائے میری بیٹی! ہائے میری دلہن! لیکن اللہ تعالیٰ کی غیبی مدد یہ ہوئی کہ غیب سے آواز آئی کہ اونٹ کی نکیل چھوڑ دو' حضرت عائشہؓ کا بیان ہے کہ میں نے اس کی نکیل چھوڑ دی تو وہ آرام کے ساتھ ٹھہر گیا اور اللہ نے سب کو سلامت رکھا۔

جب یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی کے آس پاس اپنے اہل وعیال کے لئے حجرے بنوا رہے تھے' حضرت سودہؓ اور حضرت فاطمہؓ اور حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہن کو ان ہی حجروں میں ٹھہرا دیا اور حضرت عائشہؓ اپنے ماں باپ کے پاس ٹھہر گئیں۔ (استیعاب والبدایہ)

اس کے چند ماہ بعد شوال میں حضرت عائشہؓ کی رخصتی ہوئی۔ حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ (حضرت عائشہؓ کی بہن) کا زمانہ ولادت قریب تھا۔ وہ بھی اپنی ماں کے ساتھ ہجرت کرکے آئی تھیں' انہوں نے قبا میں قیام فرمایا اور وہیں بچہ پیدا ہوا' جس کا نام عبداللہ رکھا گیا' حضرت اسماءؓ کے شوہر حضرت زبیرؓ تھے' اس لئے یہ بچہ عبداللہ بن زبیرؓ کے نام سے مشہور ہوا' ہجرت کے بعد مہاجرین میں یہ سب سے پہلا بچہ تولد ہوا' ان کے تولد سے مسلمانوں کو بہت ہی زیادہ خوشی ہوئی' جس کی وجہ یہ تھی کہ یہودیوں نے مشہور کردیا تھا کہ ہم نے جادو کردیا ہے' اب مسلمانوں کے اولاد نہ ہوگی' جب حضرت عبداللہ بن زبیرؓ پیدا ہوئے تو یہودیوں کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہوا۔ (الاستیعاب والبدایہ)

حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ جب عبداللہؓ کی پیدائش ہوگئی تو میں اس کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنی گود میں لے لیا اور ایک کھجور منگا کر اپنے مبارک منہ میں چبائی' پھر بچہ کے منہ میں اپنے مبارک منہ میں سے ڈال دی۔ حاصل یہ ہے کہ سب سے پہلے بچہ کے پیٹ میں آپ کا لعاب مبارک گیا اور آپؐ نے دعا بھی دی اور "بارک اللہ" بھی فرمایا۔ (من البدایہ)

حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت عائشہؓ کے بھانجے تھے' ان کے نام سے حضرت عائشہؓ کی کنیت "ام عبداللہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمائی تھی۔ (البدایہ والاصابہ)

رخصتی:

حضرت عائشہؓ کی رخصتی شوال میں ہوئی۔ عرب کے لوگ شوال میں شادی کرنے کو برا سمجھتے تھے۔ حضرت عائشہؓ نے اس جہالت کی تردید کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے شوال میں نکاح کیا اور شوال میں میری رخصتی ہوئی تو اب بتاؤ مجھ سے زیادہ کون سی بیوی آپ کی چہیتی تھی؟ (جب آپؐ نے مجھ سے نکاح بھی شوال میں کیا اور رخصتی بھی شوال میں کی تو اب اس کے خلاف چلنے کا کسی

مسلمان کو کیا حق ہے؟ اس جہالت کو توڑنے کے لئے حضرت عائشہؓ چاہا کرتی تھیں کہ شوال کے مہینہ میں عورتوں کی رخصتی کی جاوے۔ (البدایہ عن الامام احمد)

بخاری شریف میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ تم مجھ کو خواب میں دو مرتبہ دکھائی گئی تھیں' میں نے دیکھا کہ ایک شخص تم کو ریشم کے بہترین کپڑے میں اٹھائے ہوئے ہے' میں نے کھول کر دیکھا تو تم تھیں' میں نے (دل میں) کہا کہ اگر یہ اللہ کی طرف سے دکھایا گیا ہے تو اللہ ضرور اس کی تعبیر پوری فرما دیں گے۔ دوسری روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ فرشتہ بصورت انسان ریشم کے کپڑے میں ان کو لے کر آیا تھا۔ (بخاری شریف صفحہ ۷۶۸ ج ۲)

رخصتی کی پوری کیفیت اس طرح ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے بارگاہ رسالت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہ! آپ اپنی بیوی کو گھر کیوں نہیں بلا لیتے؟ آپؐ نے فرمایا: اس وقت میرے پاس مہر ادا کرنے کے لئے رقم نہیں ہے۔ حضرت صدیق اکبرؓ نے عرض کیا کہ میں (بطور قرض) پیش کر دیتا ہوں۔ چنانچہ آپؐ نے ان کی پیشکش قبول فرمائی اور بیوی کے باپ ہی سے قرض لے کر مہر ادا کر دیا۔ (ابن سعد)

مسلم شریف میں حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کا مہر (عموماً) ساڑھے بارہ اوقیہ یعنی ۵۰۰ درہم تھا۔ (ایک درہم تین ماشہ ایک رتی اور ۵/۱ رتی چاندی کا ہوتا تھا) آج کل مہر میں ہزاروں روپے مقرر کئے جاتے ہیں اور مہر کی کمی کو باعث ننگ و عار سمجھتے ہیں' حالانکہ حضرت صدیق اکبرؓ سے بڑھ کر امت میں کوئی بھی معزز نہیں ہے' ان کی بیٹی کا مہر ۵۰۰ درہم تھا' جس سے ان کی عزت کو بٹہ بھی نہ لگا' اور دینے والے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ آپؐ نے مہر نہ ہونے کی وجہ سے کم مقرر کرنے کو ذرا بھی عار نہ سمجھا۔ حضرت عائشہؓ کے واقعہ رخصتی سے ادائیگی مہر کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی' کیونکہ مہر کے ادا کرنے کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قدر ضروری سمجھا کہ مہر کی ادائیگی کا انتظام نہ ہونے کی وجہ سے رخصت کر لینے میں تامل فرمایا۔ امت کے لئے ان باتوں میں نصیحت ہے۔

حضرت عائشہؓ واقعہ رخصت کو اس طرح ذکر فرماتی تھیں کہ میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ جھولا جھول رہی تھی کہ میری والدہ نے آ کر مجھے آواز دی' مجھے خبر بھی نہ تھی کہ کیوں بلا رہی ہیں' میں ان کے پاس پہنچی تو میرا ہاتھ پکڑ کر لے چلیں اور مجھے گھر کے دروازہ کے اندر کھڑا کر دیا۔ اس وقت (ان کے اچانک بلانے سے) میرا سانس پھول گیا تھا' ذرا دیر بعد سانس ٹھکانے سے آیا' گھر کے اندر دروازہ کے پاس والدہ صاحبہ نے پانی لے کر میرا سر اور منہ دھویا۔ اس کے بعد مجھے گھر میں اندر داخل کر دیا' وہاں انصار کی عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ انہوں نے دیکھتے ہی کہا:

"علی الخیر والبرکۃ وعلی
خیر طائر"

ترجمہ: "تمہارا آنا خیر و برکت پر
ہے اور نیک فال ہے۔"

میری والدہ نے مجھے ان عورتوں کے سپرد کر دیا (اور انہوں نے میرا بناؤ سنگھار کر دیا' اس کے بعد وہ عورتیں علیحدہ ہوگئیں) اور اچانک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لے آئے' یہ چاشت کا وقت تھا' اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی نئی بیوی سے ملاقات فرمائی۔ (بخاری و جمع الفوائد)

غور کیجئے! کس سادگی سے شادی ہوئی' نہ دولہا گھوڑے پر چڑھ کر آیا' نہ آتش بازی چھوڑی گئی' نہ اور کسی طرح کی دھوم دھام ہوئی' نہ تکلف ہوا' نہ آرائش مکان ہوئی' نہ فضول خرچی ہوئی اور یہ بھی قابل ذکر بات ہے کہ دلہن کے گھر ہی میں دولہا' دلہن مل جل لئے۔ آج اگر ایسی شادی کر دی جاوے تو دنیا کو ہلا دے اور سو نام دھرے' خدا بچائے جہالت سے اور اپنے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا پورا اتباع نصیب فرمائے۔

مصاحبت رسول اللہؐ سے خوب فائدہ اٹھایا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں ۹ سال گزارے اور ۹ سال میں خوب علم حاصل کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام پوری طرح ملحوظ رکھتے ہوئے سوالات کر کے علم بڑھاتی رہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی ان کو علوم سے بہرہ ور فرمانے کا خیال فرماتے رہے۔

حضرت امام زہریؒ نے فرمایا کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویوں اور ان کے علاوہ باقی تمام عورتوں کا علم جمع کیا جاوے تو حضرت عائشہؓ کا علم سب کے علم سے بڑھا ہوا رہے گا۔ حضرت مسروق تابعیؒ حضرت عائشہؓ کے خاص شاگرد تھے' فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اکابر صحابہ کرامؓ کو دیکھا جو عمر میں بڑے تھے' وہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرائض کے بارے میں معلومات کیا کرتے تھے۔ (جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ)

حضرت ابو موسیٰؓ نے فرمایا کہ ہم اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کبھی علمی الجھن پیش آئی اور اس کے متعلق حضرت عائشہؓ سے سوال کیا تو ان کے پاس اس کے متعلق ضروری معلومات ملیں۔ (جمع الفوائد والاصابہ والبدایہ) جس سے مشکل حل

ہوئی۔روایت حدیث میں تابعین کرامؒ کے علاوہ بہت سے صحابہ بھی حضرت عائشہؓ کے شاگرد ہیں۔

آنحضرت ﷺ سے سوالات:

حضرت عائشہؓ برابر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سوالات کرتی رہتی تھیں۔ایک مرتبہ سوال کیا: یارسول اللہ! میرے دو پڑوسی ہیں' فرمایئے میں ہدیہ دینے میں دونوں میں سے کس کو ترجیح دوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"الی اقربھما منک بابا"

ترجمہ: "دونوں میں سے جس کے گھر کا دروازہ تم سے زیادہ قریب ہو' (اس کو ترجیح دو)۔" (بخاری شریف)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی:

"اللھم حاسبنی حسابا یسیرا۔"

ترجمہ: "اے اللہ مجھ سے آسان حساب لینا۔"

یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا: یا نبی اللہ! آسان حساب کی کیا صورت ہوگی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اعمال نامہ دیکھ کر درگزر کر دیا جائے گا (یہ آسان حساب ہے' پھر فرمایا کہ) یقین جانو! جس کے حساب میں چھان بین کی گئی اے عائشہؓ وہ ہلاک ہوگیا۔ (رواہ احمد)

کیونکہ جس کے حساب میں چھان بین ہوگی وہ حساب دے کر کامیاب نہیں ہوسکتا۔

حضرت عائشہؓ روایت فرماتی ہیں کہ ایک روز میں نے اور حفصہؓ نے (نفلی) روزہ رکھ لیا' پھر کھانا مل گیا جو کہیں سے ہدیہ آیا تھا ہم نے اس میں سے کھالیا' تھوڑی دیر کے بعد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے (میرا ارادہ تھا کہ آپ سے سوال کروں مگر مجھ سے پہلے (جرأت کرکے) حفصہؓ نے پوچھ لیا اور جرأت میں وہ اپنے باپ کی بیٹی تھی' یہ پوچھا کہ یارسول اللہ! میں نے اور عائشہؓ نے نفل روزہ کی نیت کی تھی' پھر ہمارے پاس ہدیہ کا کھانا آ گیا' جس سے ہم نے روزہ توڑ دیا (فرمایئے اس کا کیا حکم ہے؟) سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم دونوں اس کی جگہ کسی دوسرے دن روزہ رکھ لینا۔ (جمع الفوائد)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز لوگ ننگے پاؤں' ننگے بدن بغیر ختنہ اٹھائے جائیں گے (جیسے ماں کے پیٹ سے دنیا میں آئے تھے) یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! (یہ تو بڑے شرم کا مقام ہوگا) کیا مرد و عورت سب ننگے ہوں گے؟ ایک دوسرے کو دیکھتے ہوں گے؟ اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عائشہؓ قیامت کی سختی اس قدر ہوگی اور لوگ گھبراہٹ اور پریشانی سے ایسے بدحال ہوں گے کہ کسی کو کسی طرف دیکھنے کا ہوش ہی نہ ہوگا' مصیبت اتنی زیادہ ہوگی کہ کسی کو اس کا خیال بھی نہ آئے گا۔ (الترغیب والترہیب)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: "اے اللہ! مجھے مسکین زندہ رکھ اور حالت مسکینی میں مجھے دنیا سے اٹھا اور قیامت میں مسکینوں میں میرا حشر کرنا۔"

یہ دعا سن کر حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ نے ایسی دعا کیوں کی؟ آپ نے فرمایا (اس لئے کہ) بلاشبہ مسکین لوگ مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت میں داخل ہوں گے (اس کے بعد فرمایا: اے عائشہؓ) اگر مسکین سائل ہوکر آوے تو مسکین کو کچھ دیئے بغیر واپس نہ کر اور کچھ بھی نہیں تو کھجور کا ایک ٹکڑا ہی دے دیا کر۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ یہ جو اللہ جل شانہ نے (قرآن مجید میں) فرمایا ہے:

"والذین یؤتون ما اتوا وقلوبھم وجلة انھم الی ربھم راجعون۔"

ترجمہ: "اور وہ لوگ (اللہ کی راہ میں) جو دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے خوف زدہ ہوتے ہیں کہ وہ اپنے رب کے پاس جانے والے ہیں۔"

تو ان خوفزدہ لوگوں سے (کون مراد ہیں) کیا وہ لوگ مراد ہیں جو شراب پیتے ہیں اور چوری کرتے ہیں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے صدیق کی بیٹی نہیں! (ایسے لوگ مراد نہیں ہیں' بلکہ اس آیت میں خدا نے ان لوگوں کی تعریف فرمائی ہے) جو روزہ رکھتے ہیں اور نماز پڑھتے ہیں اور صدقہ دیتے ہیں اور (اس کے باوجود) اس بات سے ڈرتے ہیں کہ ایسا نہ ہو کہ یہ اعمال قبول ہی نہ کئے جائیں۔ ان ہی لوگوں کے بارے میں اللہ جل شانہ نے فرمایا ہے کہ "اولئک یسارعون فی الخیرات" کہ یہ لوگ نیک کاموں میں تیزی سے بڑھتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو محبوب رکھتے ہیں اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ یہ سن کر حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ (یہ تو آپ نے بڑی گھبرا دینے والی بات سنائی کیونکہ) موت ہم سب کو (طبعاً) بری لگتی

ہے (لہٰذا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ ہم میں سے کوئی شخص بھی اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو پسند نہیں کرتا' لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی ہم میں سے کسی کی ملاقات کو پسند نہیں فرماتے) اس کے جواب میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ جسے طبعی طور پر موت بری لگے اللہ کو اس سے ملاقات ناپسند ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب مومن کی موت کا وقت آپہنچا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعزاز و اکرام کی خوشخبری سنائی جاتی ہے' لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ محبوب نہیں جو مرنے کے بعد اسے پیش آنے والی ہے' اس وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو چاہنے لگتا ہے' لہٰذا اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو چاہتے ہیں اور بلاشبہ کافر کی موت کا جب وقت آتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا عذاب اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے سزا ملنے کی اس کو خبر دی جاتی ہے' لہٰذا اس کے نزدیک کوئی چیز اس سے زیادہ ناپسند نہیں ہوتی جو مرنے کے بعد اس کے سامنے آنے والی ہے۔ اسی وجہ سے وہ اللہ تعالیٰ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے' چنانچہ اللہ تعالیٰ بھی اس کی ملاقات کو ناپسند فرماتے ہیں۔ (مشکوٰۃ عن البخاری والمسلم)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا: یارسول اللہ! کیا عورتوں پر جہاد ہے؟ آپؐ نے فرمایا: ہاں! عورتوں پر ایسا جہاد ہے جس میں جنگ نہیں یعنی حج اور عمرہ۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے سوال کیا کہ یارسول اللہ! (یہ تو واقعہ ہے کہ) کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کی رحمت کے جنت میں داخل نہ ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (ہاں) اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر کوئی بھی جنت میں نہ جائے گا' تین مرتبہ یوں ہی فرمایا: حضرت عائشہؓ نے دوبارہ سوال کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ بھی اللہ کی رحمت کے بغیر جنت میں داخل نہ ہوں گے؟ آپؐ نے ماتھے پر مبارک ہاتھ رکھ کر فرمایا:

"ولا انا الا ان یتغمدنی اللہ منہ برحمتہ"

ترجمہ: "میں بھی جنت میں داخل نہ ہوں گا' مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت میں ڈھانپ لیوے۔"

تین مرتبہ یہی فرمایا۔ (مشکوٰۃ)

ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت عائشہؓ نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! یہ تو فرمایئے کہ اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ لیلۃ القدر کون سی ہے (یعنی یہ علم ہو جائے کہ آج لیلۃ القدر ہے) تو دعا میں کیا کہوں؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں کہنا:

"اللھم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔"

"اے اللہ! بلاشبہ تو معاف کرنے والا ہے' معاف کرنے کو پسند کرتا ہے' لہٰذا تو مجھے معاف فرما۔" (مشکوٰۃ)

آنحضرت ﷺ کی حضرت عائشہؓ سے محبت:

حضرت عائشہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیگر تمام بیویوں کی بہ نسبت زیادہ محبت تھی۔ حضرت عمرو بن العاصؓ نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ یارسول اللہ! آپ کو سب سے زیادہ کون محبوب ہے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ انہوں نے مکرر سوال کیا: یارسول اللہ! مردوں میں سب سے زیادہ آپ کو کون محبوب ہے؟ فرمایا: عائشہؓ کے والدؓ! سائل نے سہ بارہ سوال کیا کہ ان کے بعد؟ فرمایا عمرؓ! لیکن اس قدر محبت کے باوجود کسی دوسری بیوی کی ذرا حق تلفی نہیں فرماتے تھے۔ سب کے حقوق اور دلداری اور شب باشی میں برابری رکھتے تھے' چونکہ طبعی محبت اختیاری نہیں ہے' اس لئے بارگاہ خداوندی میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دعا کی تھی:

"اللھم ھذا قسمی فیما املک فلا تلمنی فیما تملک ولا املک۔"

ترجمہ: "اے اللہ! یہ میری تقسیم ہے' میرے اختیار کی چیزوں میں' لہٰذا مجھے ملامت نہ کیجئے' اس چیز میں جس کے آپ مالک ہیں اور میرے قبضہ کی نہیں ہے۔" (جمع الفوائد)

یعنی طبعی محبت غیر اختیاری ہے' اس میں برابری کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ جل شانہ نے معلم بنا کر بھیجا تھا' اس لئے آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے حالات میں مبتلا کیا گیا' جن سے امت کو راہ مل سکے۔ چونکہ امت کو چار بیویوں تک رکھنے کی اجازت ہے' اس لئے جو امتی اس پر عمل کرے' اس کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی سے سبق مل گیا کہ ایک بیوی سے طبعی محبت زیادہ ہو تو اس پر مواخذہ نہیں لیکن حق کی ادائیگی میں سب کو برابر رکھنا فرض ہے۔ اس میں کوتاہی کی تو پکڑ ہوگی۔ ترمذی شریف میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب ایک مرد کے پاس دو بیویاں ہوں اور وہ ان کے درمیان برابری کا خیال نہ رکھے تو قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کا ایک پہلو گرا ہوا ہوگا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(جاری ہے)

خوشگوار زندگی

کے اسباب وعوامل

مولانا محمد ساجد قاسمی

دور حاضر میں مادیت کا دور دورہ ہے' اذہان و افکار پر مادیت کی بالادستی ہے' لوگوں کے یہاں راحت و آرام' نفع و نقصان اور مصائب و آلام کے پیمانے بھی مادی ہیں' وہ ہر چیز کو مادیت کے اوچھے پیمانے سے ناپتے ہیں اور اس سے کامیابی وناکامی اور سود و زیاں کا اندازہ لگاتے ہیں' یہی وجہ ہے کہ آج کا انسان سب سے زیادہ نفسیاتی اضطراب اور داخلی بے چینی کا شکار ہے' ناصبوری و ناشکیبائی موجودہ دور کی نمایاں خصوصیت ہے۔ اس دنیا میں سکون قلب کس طرح حاصل ہو؟ اضطراب و بے چینی کو کس طرح ختم کیا جائے؟ کن اسباب وعوامل سے اپنی زندگی کو خوشگوار بنانا ممکن ہے؟ ذیل میں انہیں اسباب وعوامل کو ہم تفصیل سے بیان کریں گے۔

ایمان اور عمل صالح:

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مادی وسائل سے سکون قلب حاصل نہیں کیا جاسکتا' جب تک آدمی اس زندگی اور کائنات کے تئیں اپنا تصور نہیں بدلتا اور روحانی قدروں کو نہیں مانتا' اس وقت تک اسے سکون قلب اور خوشگوار زندگی میسر نہیں آسکتی۔ اس کے لئے یہ اعتراف ناگزیر ہے کہ اس زندگی کے بعد ایک اور زندگی ہے' اس زندگی کے اعمال و کردار کا اگلی زندگی سے انتہائی گہرا رشتہ ہے' اس اگلی دنیا میں "عمل" اور "جزائے عمل" دونوں کی گنجائش نہیں' یہ صرف "عمل" کی دنیا ہے اور وہ صرف "جزائے عمل" کی دنیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"جس مرد یا عورت نے عمل صالح کیا' جب کہ وہ مومن ہے تو ہم اسے خوشگوار زندگی دیں گے' اور ہم انہیں ان کے عمل کا بہترین بدلہ دیں گے۔"

(سورہ نحل:۹۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو شخص ایمان اور عمل صالح سے بہرہ مند ہوگا' تو اسے دنیا میں خوشگوار زندگی اور آخرت میں بہترین بدلے سے نوازا جائے گا۔

اس کا سبب بالکل واضح ہے' کیونکہ مرد مومن کے پاس کچھ اصول اور ضابطے ہوتے ہیں جن کے تحت وہ دنیا کی مسرت وشادمانی اور اس کے رنج و غم کا سامنا کرتا ہے۔ وہ خوشی و مسرت کے مواقع کو مثبت انداز میں لیتا ہے' ان پر اللہ کا شکر ادا کرتا ہے' ان سے فائدہ اٹھاتا ہے' جب وہ ان مواقع کو اس زاویہ نظر سے لیتا ہے تو اس کو ان پر خوشی' ان کے بقاء و استمرار کی خواہش اور ثواب کی امید وغیرہ ایسی چیزیں حاصل ہوتی ہیں جو بجائے خود ان مسرت آگیں مظاہر سے بڑھی ہوئی ہوتی ہیں۔

نیز وہ تکلیف دہ اور مضرت رساں مواقع اور غم وائدوہ کے مظاہر کا ممکنہ حد تک پامردی سے مقابلہ کرتا ہے' وہ ان کی سنگینی کو کم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور ناگفتہ بہ حالت میں صبر و شکر کا مظاہرہ کرتا ہے' اس طرح اسے ان مواقع میں بھی قوت برداشت' تجربات' صبر اور اجر و ثواب حاصل ہوتا ہے' پھر اس کے لئے یہ تکلیف دہ مظاہر بھی مسرت انگیز مواقع میں تبدیل ہوجاتے ہیں' اسی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اس طرح بیان فرمایا:

"مومن کا معاملہ بھی حیرت انگیز ہے' اس کا تو ہر حال میں فائدہ ہی فائدہ ہے' اگر اسے خوشی میسر آتی ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لئے خیر کا سامان ہے' اور اگر اسے تکلیف کا سامنا ہوتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے تو بھی یہ اس کے لئے بہتر ہے' یہ صرف مومن کا امتیاز ہے۔" (صحیح مسلم باب فی احادیث متفرقہ ۲/۱۳۱۴)

آپ دیکھیں گے کہ دو آدمی خیر و شر کے سانحات سے دوچار ہوتے ہیں' ان دونوں کے

رویے میں بڑا فرق ہوتا ہے' اس کی وجہ ان کے ایمان ویقین کا فرق مراتب ہے۔ چنانچہ ایمان ویقین کا حامل شخص ان مواقع پر صبر وشکر سے کام لیتا ہے' اس طرح اسے خوشی ومسرت حاصل ہوتی ہے' اور اس کا رنج وغم ہلکا ہوتا ہے' دنیا میں سکون زندگی ملتا ہے اور آخرت میں اجر وثواب۔

ایک دوسرا آدمی خوشی کے مواقع میں اتراہٹ' سرکشی اور ناشکری پر اتر آتا ہے' وہ اکثر اوقات پریشان خیال اور پراگندہ خاطر رہتا ہے' وہ ڈرتا ہے کہ کہیں اس کی یہ مرغوبات ختم نہ ہوجائیں' نیز انسانی نفس کسی ایک [illegible] پہ بار نہیں رکھتا بلکہ اس کی طرف سے ہمہ دم "ھل من مزید" کی صدا آتی رہتی ہے' کبھی اس کو یہ مرغوبات حاصل ہوجاتی ہیں اور کبھی وہ ان سے محروم رہتا ہے' اگر وہ اسے حاصل بھی ہوگئیں تو وہ ان کی بقا ودوام کے لئے پریشان رہتا ہے۔

نیز وہ مصائب کے وقت پریشان ہوجاتا ہے' اسے زندگی تاریک نظر آنے لگتی ہے' وہ فکری واعصابی امراض کا شکار ہوجاتا ہے' خوف واندیشہ سے اس کی بہت بری حالت ہوجاتی ہے' اس لئے کہ وہ ان مواقع میں اجر وثواب کی امید نہیں رکھتا' اور نہ ان کے مقابلے کے لئے اس کے پاس صبر کی طاقت ہے۔

یہ سب مشاہداتی چیزیں ہیں' اگر لوگوں کے حالات میں غور کیا جائے تو اندازہ ہوجائے گا کہ مرد مومن میں بڑا فرق ہے' دین آدمی کو قناعت اور تسلیم و رضا کا پابند بناتا ہے' چنانچہ اگر کوئی مومن بیمار ہوتا ہے' یا فقر وفاقہ سے دوچار ہوتا ہے یا اس طرح کی اور کسی چیز کا اسے سامنا ہوتا ہے تو وہ اپنے ایمان ویقین اور تسلیم ورضا کی طاقت سے اسے برداشت کرلیتا ہے' اسی طرح وہ کوئی ایسی چیز حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتا جس کا پانا ناممکن ہو' وہ دنیوی معاملات میں اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھتا ہے' دینی معاملات میں اپنے سے اونچے درجے کے لوگوں کو دیکھتا ہے' اس لئے اس کی خوشی ومسرت اور راحت وآرام اس شخص سے زیادہ ہوجاتی ہے جس کو دنیا کے تمام وسائل واسباب حاصل ہیں' لیکن قناعت کی دولت سے محروم ہے۔

جو آدمی ایمان کی دولت سے بہرہ مند نہیں ہے' اگر وہ فقر وفاقہ کے سانحے سے دوچار ہوتا ہے یا دنیوی مقاصد کی تکمیل میں اسے ناکامی ہوتی ہے تو اس کا سکون واطمینان مکدر ہوجاتا ہے' اور اس کی نبض حیات ڈوبنے لگتی ہے۔

ایک مومن کا مشکل سے مشکل ترین حالات میں دل مطمئن رہتا ہے' داخلیت پرسکون رہتی ہے' وہ ناگہانی حوادث کے تئیں اپنے ذہن وفکر کو استعمال کرکے مناسب تدبیر کرتا ہے اور اس کے تئیں برداشت کا رویہ اپناتا ہے۔

لیکن ایک غیر مومن کا حال اس سے بالکل مختلف ہے' جب اسے مشکل حالات کا سامنا ہوتا ہے تو اس کا دل اکھڑ جاتا ہے' اس کے اعصاب جواب دینے لگتے ہیں' وہ پریشان خیالی کا شکار ہوجاتا ہے۔ اندیشے اس کے دامنگیر رہتے ہیں' خارجی خوف اور داخلی بے چینی دونوں اس پر مسلط ہوجاتے ہیں' ایسے لوگوں کے درد کا درماں اگر جلد نہ کیا جائے تو ان کے قویٰ مائدہ پڑ جاتے ہیں' کیونکہ وہ ایمان کی اس دولت سے ناآشنا ہیں جو نازک حالات میں صبر کا سرچشمہ ہے۔

یوں تو مومن اور غیر مومن اور نیک وبد سب ہی قوت برداشت میں شریک ہیں' سب کے اندر ایسی صلاحیت موجود ہے جو حالات کی شدت کو کم کرے اور انہیں برداشت کی سطح تک لے آئے' لیکن مرد مومن کی قوت برداشت' اس کے ایمان ویقین' صبر و تحمل اور احتساب وتوکل کے حوالے سے کہیں زیادہ ہے' ان چیزوں کی وجہ سے اس کی قوت برداشت غیر معمولی حد تک پہنچ جاتی ہے' خوف وہراس کا دباؤ کم رہتا ہے' مشکلات آسان ہوجاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"اگر تم لوگوں کو تکلیف پہنچی ہے' تو انہیں بھی تکلیف پہنچی ہے' تم لوگ اللہ تعالیٰ سے ایسی چیز کی امید رکھتے ہو' جس کی وہ نہیں رکھتے۔" (سورۂ نساء:۱۰۴)

پریشان کن حالات میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور اس کا فضل ان کے شامل حال ہوتا ہے' ان حالات کا ان پر کوئی خاص اثر نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"صبر کرو اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔" (سورۂ انفال:۴۶)

لوگوں کے ساتھ حسن سلوک:

رنج والم اور قلق واضطراب کے ازالے کا ایک طریقہ لوگوں کے ساتھ اپنے کردار وگفتار سے حسن سلوک اور احسان ہے' اس سے اللہ تعالیٰ ہر نیک وبد سے رنج والم کو دور کردیتا ہے' لیکن مرد مومن کی خصوصیت یہ ہے کہ اسے اس سے زیادہ فائدہ ہوتا ہے' وہ لوگوں کے ساتھ نیکی کرتا ہے' اس پر وہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتا ہے' ثواب کی امید پر اس کے لئے خرچ کرنا آسان ہوجاتا ہے' اس کے اخلاص و احتساب کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی پریشانیوں کو دور کردیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"زیادہ سرگوشی سے کوئی فائدہ نہیں، مگر اس شخص کے لئے جو صدقہ، احسان اور باہمی صلح و آشتی کا حکم دے، جس نے یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے کیا تو ہم اسے عظیم بدلہ عطا کریں گے۔"

(سورۂ نساء:۱۱۴)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ اعمال اچھے ہیں۔ خیر، خیر کا سبب بنتی ہے، اور شر کو دور کرتی ہے، اللہ تعالیٰ ثواب کی امید رکھنے والے بندے کو اجر عظیم عطا فرمائیں گے۔ انہیں میں سے رنج والم کا ازالہ اور سکون واطمینان ہے۔

کام میں اشتغال:

قلق واضطراب کے دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی کام میں مشغول ہوجایا جائے، اس سے وہ ان حالات ومواقع سے یا تو غافل ہوجائے گا یا بھول جائے گا، اس طرح اسے سکون حاصل ہوگا، اس کی عملی سرگرمی میں اضافہ ہوگا، اس میں بھی مومن اور کافر دونوں ہی شریک ہیں، لیکن ایک مومن کی مصروفیت اس کے ایمان ویقین اور صبر وتوکل کے حوالے سے دوسری نوعیت رکھتی ہے، اگر اس کی مصروفیت عبادت ہے تو کیا خوب! اور اگر دنیاوی کام ہے تو بھی وہ نیک نیتی سے عبادت میں تبدیل ہوجائے گا، غم واندوہ کے ازالے میں اس کا غیر معمولی اثر ہے، چنانچہ کتنے ایسے لوگ ہیں جو حالات سے دوچار ہوئے، اس کے نتیجے میں بہت سی بیماریوں کا شکار ہوگئے، ایسے لوگوں کے لئے سب سے مفید دوا یہی تجویز کی گئی کہ وہ غم انگیز مظاہر کو بھلادیں۔

آج کے کام پر توجہ مرکوز کی جائے:

حزن وغم کے ازالے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ اس دن کے کام پر پوری توجہ مرکوز کی جائے، آئندہ کے بارے میں نہ سوچا جائے، گزرے ہوئے واقعات سے توجہ بالکل ہٹالی جائے، اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے "ھم" اور "حزن" سے پناہ مانگی ہے، حزن گزرے ہوئے واقعات وحالات پر افسوس کرنا جن کا تدارک ممکن نہیں، جب کہ "ھم" مستقبل سے متعلق اندیشہ ہائے بے جا کو سوچ سوچ کر گھلنا۔

لہٰذا آدمی کو چاہئے کہ پوری توجہ اور محنت کے ساتھ "آج" کی فکر کرے، اس طرح اس کے موجودہ کاموں کی تکمیل ہوگی، اور اسے غم واندوہ سے نجات حاصل ہوگی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کوئی دعا کرتے یا امت کو کسی دعا کی ہدایت فرماتے تو اللہ تعالیٰ سے استعانت کے ساتھ، اس کے حصول کے لئے محنت ومشقت کی بھی ترغیب دیتے، دعا عمل سے ملی ہونی چاہئے، لہٰذا آدمی کو دینی یا دنیاوی مقصد کے حصول کے لئے محنت کرنی چاہئے اور اس میں کامیابی کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے۔ جیسا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اپنے مفید کاموں کے لئے کوشاں رہو، اللہ تعالیٰ کی مدد کے خواستگار رہو، عاجزی کا مظاہرہ مت کرو، اگر کسی قسم کی کوئی رکاوٹ پیش آجائے تو یہ مت کہو: اگر میں ایسا کرلیتا تو ایسا ہوجاتا، بلکہ کہو اللہ تعالیٰ نے جو مقدر کیا وہ ہوا، کیونکہ "اگر مگر" سے شیطانی کام شروع ہوجاتا ہے۔"

(رواہ مسلم فی باب الایمان بالقدر والاذعان لہ:۲/۹۴۱)

مذکورہ بالا حدیث میں دو باتیں بتلائی گئیں:

ایک یہ کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ آدمی ان کے حصول کی کوشش کرتا ہے اور ان کا حصول ممکن بھی ہے، تو ایسی چیزوں کے حاصل کرنے کے لئے آدمی کو کوشش کرنی چاہئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرنی چاہئے۔ دوسرے کچھ ایسی چیزیں ہوتی ہیں جن میں کوشش اور محنت کے باوجود کامیابی ممکن نہیں، لہٰذا ایسی چیزوں میں آدمی کو اپنا پتہ پانی نہیں کرنا چاہئے۔ اس اصول پر چل کر رنج وغم سے چھٹکارا ممکن ہے۔

یادِ خدا:

قلبی سکون واطمینان حاصل کرنے کا ایک اہم ذریعہ یادِ خدا ہے، اس کا غم واندوہ کے ازالے اور قلبی انبساط میں حیرت انگیز اثر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"الا بذکر اللہ تطمئن القلوب۔" (سورۂ رعد:۲۸)

ترجمہ: "اللہ کی یاد سے دلوں کو سکون واطمینان ملتا ہے۔"

ظاہری وباطنی نعمتوں کا تذکرہ:

اللہ تعالیٰ کی ظاہری وباطنی نعمتوں کا تذکرہ کرنا، انہیں یاد کرنا، یہ ایسی چیز ہے، جس سے رنج وغم ہلکا ہوتا ہے، شکر کی توفیق ہوتی ہے، ایسے حالات میں شکر کرنا بہت بڑی بات ہے، خواہ آدمی فقر وفاقہ سے دوچار ہو، یا کسی بیماری میں مبتلا ہو، اگر وہ اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتوں اور اپنی افتاد کے درمیان تقابل کرے تو اس مصیبت اور ان بے انتہا نعمتوں کے درمیان کوئی تناسب نہیں پائے گا۔ اگر اللہ تعالیٰ کسی کو مصائب میں مبتلا کریں اور وہ اس میں تسلیم ورضا کا مظاہرہ کرے تو اس کے لئے وہ مصائب آسان

ہوجاتے ہیں' کیونکہ تسلیم ورضا اور اجر وثواب کی امید سے تلخ چیزیں بھی شیریں ہوجایا کرتی ہیں۔

اپنے سے کم درجہ لوگوں کو دیکھو:

ایسے مواقع میں آدمی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت پر کاربند ہونا چاہئے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اپنے سے کم درجے کے لوگوں کو دیکھو' اپنے سے بلند درجے کے لوگوں کو نہ دیکھو' اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ تم اللہ کی نعمت کو حقیر نہیں سمجھو گے۔" (اخرجہ مسلم عن ابی ہریرۃؓ' کتاب الزہد: ۲/۴۰۷)

اگر آدمی اس چیز کو پیش نظر رکھے تو وہ اپنے آپ کو بہت سے لوگوں سے اچھا پائے گا' وہ دیکھے گا کہ اسے بے شمار لوگوں کے مقابلے میں عافیت اور روزی میسر ہے' اس طرح رنج وغم ہلکا ہوگا اور اللہ کی نعمتوں کو یاد کرکے شکر کی توفیق ہوگی۔

ماضی کے غم انگیز واقعات کو بھلانے کی کوشش کی جائے:

ایک طریقہ یہ ہے کہ ماضی کے غم انگیز واقعات (جن کی تلافی ممکن نہیں) بھلانے کی کوشش کی جائے' ان کے بارے میں یہ سمجھا جائے کہ ان میں ذہن لگانا فضول ہے' بلکہ ایک قسم کا جنون ہے' ان سے ذہن ہٹانے کی کوشش کی جائے' نیز مستقبل میں پیش آنے والے موہوم واقعات میں بھی سر نہ کھپایا جائے۔ مستقبل کے حالات کے بارے میں یہ ذہن میں رکھ لیا جائے کہ وہ اللہ کے قبضۂ قدرت میں ہیں' انسان کی دسترس سے باہر ہیں' انسان صرف خیر کے حصول اور شر کے دفع کرنے کی کوشش کرسکتا ہے۔

انسان اگر مستقبل کے واقعات کے تئیں پریشان ہونے کے بجائے' اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اس کا دل مطمئن رہے گا اور حالات درست ہوجائیں گے رنج وغم دور ہوجائے گا۔

دعائے نبوی:

مستقبل کے امور کو پیش نظر رکھ کر یہ دعا پڑھنی چاہئے' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! آپ میرے دین کو درست کردیجئے جو میری اصل پونجی ہے' میری دنیا درست کردیجئے جس میں میری رہائش ہے' میری آخرت درست کردیجئے جو میرا آخری ٹھکانہ ہے' میری زندگی کو میرے لئے ہر خیر میں اضافے کا ذریعہ بنا اور میری موت کو میرے لئے ہر شر سے راحت کا سامان بنا۔" (رواہ مسلم فی باب الادعیۃ: ۲/۳۴۹)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی پڑھا کرتے تھے:

"اے اللہ! میں آپ کی رحمت کا امیدوار ہوں' اس لئے مجھے ایک لمحہ کے لئے بھی میری ذات کے حوالے مت کرنا' میرے تمام معاملات درست فرمادیجئے' آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔" (رواہ ابوداؤد باسناد صحیح' سنن' کتاب الادب: ۲/۶۹۴)

اگر آدمی یہ دعا حضور قلب' اخلاص نیت اور مقصد کے لئے کوشش کے ساتھ پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرمائیں گے اور اس کا غم خوشی و مسرت میں تبدیل ہوجائے گا۔

صورت حال کی سب سے انتہائی شکل کا تصور کیا جائے:

ہموم وغموم دور کرنے کا ایک طریقہ یہ ہے کہ کسی مصیبت کے وقت آدمی اسے معاملے کی سب سے انتہائی صورت حال فرض کرلے' پھر اپنے آپ کو اس کے برداشت کرنے کا عادی بنائے' اس کے بعد اپنی قوت برداشت اس مصیبت کی سطح تک لے آئے' اس طرح اس مصیبت کا برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔

اسی طرح اگر آدمی کو بیماری اور فقر وفاقہ کے حالات کا سامنا ہو تو یہ سب چیزیں برداشت کرنی چاہئیں' بلکہ اس سے بڑھ کر اپنے آپ کو برداشت کا عادی بنانا چاہئے' اگر وہ اپنے آپ کو عادی بنالیتا ہے تو ان کا برداشت کرنا آسان ہوجائے گا۔

قوت ارادی:

دل کی اعصابی بیماریاں بلکہ جسم کی تمام اعصابی بیماریوں کا علاج یہ ہے کہ قوت ارادی کو پختہ کیا جائے' اپنے آپ کو خیالات واوہام کے حوالے کرنے سے بچا جائے۔

غصہ' پریشان خیالی' مکروہات کے وقوع اور مرغوبات کے زوال کا اندیشہ یہ وہ چیزیں ہیں جن سے آدمی مبتلائے ہموم وغموم ہوجاتا ہے' قلبی و جسمانی بیماریوں کا شکار ہوجاتا ہے' اس کی اعصابی قوت جواب دے جاتی ہے' اس کے خطرناک اثرات کا لوگوں کی زندگی میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

آدمی اگر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے' اپنے آپ کو مبتلائے اوہام نہ ہونے دے' اللہ تعالیٰ کے فضل کا خواستگار رہے' تو اس کے ہموم وغموم اور جسمانی اور

قلبی تمام بیماریاں از خود دور ہو جائیں گی اور دل میں ناقابل بیان حد تک سکون و اطمینان اور مسرت و انبساط محسوس ہوگا' کتنے ہسپتال اوہام اور پراگندہ خیالی کے مریضوں سے بھرے ہوئے ہیں' ان چیزوں نے کمزور تو کیا کتنے طاقتور لوگوں کے دلوں کو غیر معمولی حد تک متاثر کر کے چھوڑا' کتنے لوگ ان کی وجہ سے پاگل ہو گئے۔

ایسے حالات میں وہی لوگ بعافیت رہ سکتے ہیں جن کی توفیق الٰہی یاوری کرے' جو حوصلہ باقی رکھنے والے اسباب اختیار کریں اور قلق و اضطراب سے اپنا پیچھا چھڑائیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔" (سورۂ طلاق:۳)

ترجمہ: "جو شخص اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کافی ہے۔"

اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنے والے کا دل طاقتور رہتا ہے' توہمات اس پر اثر انداز نہیں ہوتے' حوادث کے وقوع سے وہ بے چین نہیں ہوتا' کیونکہ اسے معلوم ہے کہ خوف و بے اطمینانی سے کوئی فائدہ نہیں' توکل کرنے والے کی اللہ تعالیٰ نے ذمہ داری لے رکھی ہے' وہ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتا ہے' اس کے وعدے پر مطمئن رہتا ہے' اس طرح اس کا اضطراب سکون' اور خوف و اطمینان میں بدل جاتا ہے۔

خوشگوار تعلقات کس طرح قائم ہوں؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کوئی مرد مومن اپنی بیوی سے ناراض نہ ہو' اگر اسے اس کی ایک خصلت پسند نہیں ہے تو دوسری خصلت پسند ہوگی۔" (رواہ مسلم فی باب الوصیۃ بالنساء، الاذکار:۴۷)

اس حدیث میں بتایا گیا ہے کہ آدمی کو اپنے متعلقین سے کس طرح معاملہ کرنا چاہئے؟ مناسب ہے کہ آدمی اپنا یہ ذہن بنالے کہ ان کے اندر کوئی عیب یا نقص یا ناپسندیدہ خصلت بھی ہو سکتی ہے' پھر اگر حقیقتاً ہو تو ان کی خوبیوں اور ان کی ذات سے وابستہ مقاصد اور ان عیوب و نقائص کے درمیان موازنہ کیا جائے' اور ان خوبیوں اور مقاصد کی وجہ سے تعلق برقرار رکھنے کی اہمیت پر غور کیا جائے' اس طرح عیوب سے چشم پوشی اور خوبیوں کو پیش نظر رکھ کر تعلق قائم رکھنا ممکن ہوگا۔

خوشگوار تعلقات برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ حقوق کی پاسداری کی جائے' متعلقین کے جذبات اور راحت و آرام کا خیال رکھا جائے' جو شخص ان نبوی ہدایات پر کاربند نہیں ہوگا' بلکہ عیوب کو پیش نظر رکھے گا اور خوبیوں سے صرف نظر کرے گا' تو ایسے آدمی کا پریشان رہنا ضروری ہے' اس کے اپنے متعلقین کے ساتھ کبھی بھی خوشگوار تعلقات قائم نہیں ہو سکتے' اس کے نتیجے میں حقوق کی پامالی مستزاد ہے۔

کتنے ایسے باہمت لوگ ہیں جو مصائب و مشکلات میں مکمل صبر و ضبط کا مظاہرہ کرتے ہیں' لیکن اپنے متعلقین کی طرف سے معمولی واقعات کے پیش آنے سے پریشان ہو جاتے ہیں' اس کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو صرف بڑے واقعات کو برداشت کرنے کا عادی بنایا۔ آدمی کو چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو ہر قسم کے حالات و واقعات کے مقابلے کا عادی بنائے۔

خوشی و مسرت کے ایام محدود:

ہوشیار آدمی جانتا ہے کہ حقیقی زندگی خوشی و مسرت کی زندگی ہے' اور اس طرح کی زندگی بہت محدود ہے' اس لئے رنجیدہ ہو کر اسے خراب نہیں کرنا چاہئے' خیال رکھنا چاہئے کہ کہیں زندگی رنج و غم کا شکار نہ ہو جائے۔

لوگوں کی تکلیف دہ باتوں پر بالکل توجہ نہ دی جائے' اس طرح اس کا نقصان نہیں ہوگا' اس کا نقصان خود اس آدمی کو ہوگا جس نے وہ باتیں کہی ہیں' اگر آپ نے ان کی طرف توجہ دی یا اپنے جذبات پر قابو نہیں رکھا تو آپ بھی اس کی مضرت سے بچ نہیں سکتے۔

یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ زندگی افکار و خیالات کے تابع ہے' اگر آپ کے خیالات اچھے ہیں' دین و دنیا میں ان سے فائدہ ہوگا تو کہا جاسکتا ہے کہ آپ کی زندگی اچھی ہے' اگر آپ کی سوچ صحیح نہیں ہے تو معاملہ اس سے مختلف ہوگا۔

آدمی اپنے آپ کو اس بات کا خوگر بنائے کہ اسے احسان کا بدلہ اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں چاہئے' اور نہ کسی کے شکریہ اور ستائش کی توقع رکھے' چنانچہ آپ اگر کسی کے ساتھ احسان کریں تو یہ سمجھ لیں کہ یہ آپ کا معاملہ اللہ تعالیٰ سے ہے' جس کے ساتھ احسان کیا گیا اس کے شکریئے کی طرف کوئی توجہ نہ دی جائے۔ قرآن کریم کی اس آیت پر کاربند ہوا جائے' جس میں کہا گیا:

"ہم تو تمہیں صرف اللہ تعالیٰ کے لئے کھانا کھلاتے ہیں' تم سے کوئی بدلہ اور شکریہ نہیں چاہتے۔" (سورۂ نساء:۹)

اہل و عیال اور قریبی متعلقین کے ساتھ معاملے میں یہی اصول اپنانا چاہئے' اگر آپ اس

باقی صفحہ 23 پر

قادیانیت

اسلام کے متوازی ایک جدید مذہب

مولانا حبیب الرحمٰن قاسمی

۱۸۵۷ء کے بعد اگرچہ ہندوستان پر انگریزوں کا تسلط مکمل طور پر قائم ہوگیا تھا اور ان کا پنجہ استبداد ملک کو اپنی گرفت میں لے چکا تھا' پھر بھی حکومت برطانیہ اس خطرے سے بے نیاز نہیں تھی کہ ہندوستانی قوم بالخصوص مسلمان جن سے انگریزوں نے ملک کی زمام اقتدار چھینی تھی اگر متحد' متفق ہوگئے تو اپنے اس غاصبانہ تسلط کو برقرار رکھنا مشکل ہوجائے گا۔ اس لئے آئین جہانداری کی رو سے ضروری سمجھا گیا کہ ان کے ذہنی مشغلہ اور روحانی توجہ کے لئے نہ صرف مذاہب عالم کو آپس میں ٹکرا دیا جائے' بلکہ ہر مذہب میں نئے نئے فرقے پیدا کئے جائیں اور پھر ہر فرقے میں نئی نئی قلمیں لگا کر ہندوستان کو مذاہب و افکار کی آویزش کی ایک آماجگاہ بنادیا جائے' تاکہ آوازۂ حریت بلند کرنے کی کسی کو فرصت ہی نہ ملے اور اگر کسی گوشے سے یہ آواز اٹھے بھی تو اس افتراق غلغلہ کے شور میں دب کر رہ جائے۔

چنانچہ انگریزوں کی نگاہ دوربین نے مسلمانوں کے اندر مذہبی رنگ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کے لئے مرزا غلام احمد قادیانی کا انتخاب کیا جس کے بعد آسمان مغرب سے مرزا پر وحی خفی وجلی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ جس کے ذریعہ نبی آخرالزمان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے مقابل و متوازی ایک جدید شریعت امت کے سامنے پیش کی گئی۔ اس طرح مسلمانوں کے اندر ایک نئے فرقہ کا اضافہ ہوگیا' اور یہی شاطران فرنگ کا عین مطلوب و مقصود تھا۔

یہ فتنہ انگریزوں کی درپردہ سازش سے اس قوت کے ساتھ اٹھایا گیا تھا کہ اگر علمائے اسلام اس کے مدمقابل ڈٹ نہ جاتے تو جس طرح سینٹ پال نے دین مسیحیت کو "ایک تین اور تین ایک" کے غیر معقول فلسفہ میں الجھا کر وحدانیت سے شرک کی راہ پر ڈال دیا۔ ٹھیک اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی وحی و الہام کے پُرفریب دعوؤں کے ذریعہ دین اسلام کو مسخ کرکے الحاد و دہریت کا ترجمان بنادیتے۔

اس مختصر مقالہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی اسی ناپاک کوشش کے دس نمونے پیش کئے گئے ہیں۔ پورے مقالہ میں اس بات کا بطور خاص لحاظ رکھا گیا ہے کہ اپنی طرف سے کچھ کہنے کے بجائے قرآن و سنت سے ماخوذ اسلامی عقائد واحکام اور اس کے بالمقابل و متوازی مذہب مرزائیت کے مزعومات خود بانی مذہب مرزا قادیانی کی زبان سے پیش کردیے جائیں۔

اسلامی شریعت کا یہ بنیادی عقیدہ ہے کہ رسالت مآب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں' آپ کی ذات والاصفات پر مراتب نبوت ختم ہوگئے۔

ا:......دلائل عقیدہ

اللہ جل مجدہٗ کا ارشاد ہے:

"ما کان محمدابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین." (الاحزاب)

ترجمہ:"محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں لیکن انبیاءؑ کے خاتم اور آخری نبی ہیں۔""

قدیم ترین مفسر امام ابن جریر طبری متوفی ۳۱۰ھ اس آیت کریمہ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

""آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں' یعنی ایسے شخص ہیں جس نے نبوت کو ختم کردیا اور اس پر مہر لگادی آپ کے بعد اب قیامت تک کسی کے لئے یہ نہیں کھولا جائے گا۔" (جامع البیان فی تفسیر القرآن ص ۱۱ج ۲۲)

محقق حافظ عماد الدین بن کثیر متوفی ۷۷۴ھ

تحریر کرتے ہیں:

"یہ آیت اس بارے میں نص صریح ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور جب کوئی نبی نہ ہوگا تو رسول بدرجہ اولیٰ نہ ہوگا' کیونکہ رسالت کا مرتبہ نبوت کے مرتبہ سے خاص ہے' ہر رسول کا نبی ہونا ضروری ہے اور ہر نبی کا رسول ہونا ضروری نہیں۔ اس مسئلہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث متواترہ بھی حضرات صحابہ کرامؓ سے منقول ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر)

امام زمخشری' قاضی ابوسعود' امام نسفی' علامہ سید آلوسی وغیرہ مشاہیر علمائے تفسیر نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں باختلاف الفاظ یہی بات لکھی ہے' البتہ جاراللہ زمخشری اور قاضی ابوسعود نے اس موقع پر ایک شبہ کا جواب بھی دیا ہے۔ شبہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام دنیا میں نزول اجلال فرمائیں گے تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور آخری نبی کیسے ہو سکتے ہیں؟ امام زمخشری اس کے جواب میں لکھتے ہیں کہ آخر الانبیاء کا مطلب یہ ہے کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں بنایا جائے گا اور عیسیٰ علیہ السلام ان حضرات انبیاء میں ہیں' جنہیں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے منصب نبوت سے سرفراز کر دیا گیا ہے۔

صحابی رسول حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"سیکون فی امتی کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی وانا خاتم النبیین لا نبی بعدی۔" (ابوداؤد ص ۲۳۴ ج ۲' ترمذی ص ۴۵ ج ۲)

ترجمہ: "میری امت میں تیس ایسے جھوٹے پیدا ہوں گے' جن سے میں ہر ایک یہ دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں' حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں' میرے بعد کوئی کسی قسم کا نبی نہیں ہو سکتا۔"

مشہور شارح حدیث حافظ ابن حجر عسقلانی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

"اس حدیث پاک میں مطلقاً مدعی نبوت مراد نہیں' کیونکہ ایسے (عقل باختہ) بے شمار ہیں' کیونکہ یہ بے بنیاد دعویٰ بالعموم پاگل پن اور سوداویت کے غلبے سے وجود میں آتا رہتا ہے بلکہ اس حدیث میں جن تیس دجالوں وکذاب کا ذکر ہے اس سے مراد وہ لوگ ہیں جنہیں پیروکاروں کی کثرت اور شوکت حاصل ہو جائے۔" (فتح الباری ص ۳۴۳ ج ۱۳)

اسی مفہوم کی حدیث بخاری' مسلم' ترمذی' ابن ماجہ' صحیح ابن حبان' ابویعلیٰ اور مستدرک حاکم میں علی الترتیب حضرت ابوہریرہ (متعدد طرق)' سعد بن ابی وقاص' عقبہ بن عامر' جبیر بن مطعم' ابوامامہ باہلی' ابوذر غفاری' انس بن مالک' تمیم داری اور زید بن حارثہ رضی اللہ عنہم اجمعین کی روایت سے منقول ہے۔ اس لئے معنوی طور پر یہ حدیث متواتر ہے کیونکہ ائمہ اصول حدیث کی تصریح کے مطابق جو حدیث دس حضرات صحابہ کرامؓ سے مروی ہو وہ حد تواتر کو پہنچ جاتی ہے۔

کتاب وسنت کے ان نصوص کی بنا پر محقق ابن نجیم لکھتے ہیں:

"جب کوئی اس کا معترف نہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر الانبیاء ہیں تو وہ مسلمان نہیں ہے' کیونکہ یہ ضروریات دین سے ہے (جس کا عدم اعتراف مسلمان کو دائرہ اسلام سے خارج کر دیتا ہے)۔" (الاشباہ والنظائر ص ۱۳۸)

ملا علی قاریؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعویٰ نبوت کرنے والے کے کفر پر اجماع نقل کرتے ہیں۔ (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

ان تفصیلات سے معلوم ہو گیا کہ نص کتاب و سنت اور باجماع علمائے امت ہمارے نبی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء والمرسلین ہیں' آپ کے بعد دعوائے نبوت کرنے والا بالفاظ حدیث: دجال' کذاب ہے اور باتفاق علمائے دین مرتد و کافر ہے۔ یہ بات بھی اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے اسی مسئلہ پر اجماع ہوا ہے۔

اس بنیادی و اجماعی عقیدہ کے برخلاف مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے ماننے والوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہیں ہوتی ہے' آپ کے بعد بھی نبوت کا دروازہ کھلا ہوا ہے اور خود مرزا غلام احمد قادیانی اس وقت منصب نبوت پر فائز ہیں۔ آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کی چند عبارتیں ملاحظہ ہوں' وہ لکھتے ہیں:

(۱) "خدا وہ خدا ہے کہ جس نے اپنے رسول کریم یعنی اس عاجز کو ہدایت اور دین حق اور تہذیب اخلاق کے ساتھ بھیجا۔" (اربعین نمبر ۳ ص ۳۶ طبع ۱۹۰۰ء' ضمیمہ گولڑویہ ص ۶)

(۲) "میں (مرزا غلام احمد) جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیشگوئی کے قریب خدا کی طرف سے بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیونکر رد کردوں۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ۱۹۰۱ء مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶۴)

(۳) "سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔" (دافع البلاء ص ۱۱)

۲:......اسلامی شریعت کا عقیدہ:

اسلام کا عقیدہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد وحی کا دروازہ بند ہوگیا' اب کسی پر منجانب اللہ وحی نازل نہیں ہوگی۔

چنانچہ ایک طویل حدیث میں حضرت فاروق اعظم خلیفہ اول حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں:

"انہ انقطع الوحی وتم الدین." (مشکوٰۃ ص ۵۵۶ بحوالہ رزین)

ترجمہ: "وحی منقطع ہوگئی اور دین تمام ہوگیا۔"

امام بخاریؒ نے "ان الوحی قد انقطع" کے الفاظ سے اس اثر کی تخریج کی ہے۔

شیخ عبدالوہاب شعرانیؒ "الیواقیت والجواہر" میں لکھتے ہیں:

"آج سلسلۂ نبوت کے منقطع ہوجانے کے بعد اولیاؒ کے لئے معرفتوں کے علاوہ کچھ باقی نہیں رہا اور اوامر و نواہی الٰہیہ کے دروازے بند ہوگئے ہیں' لہٰذا جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نزول وحی ربانی کا دعویٰ کرے تو وہ (جدید) شریعت کا مدعی ہے جو اس کی طرف وحی کی گئی ہے۔ خواہ ہماری شریعت کے موافق ہو یا مخالف' پھر اگر وہ مدعی مکلف (عاقل بالغ) ہے تو اس کی گردن اڑادیں گے اور اگر غیر مکلف (مجنون و طفل غیر عاقل) ہے تو اس سے اعراض کریں گے۔" (صفحہ ۳۸ ج ۲)

قاضی عیاضؒ لکھتے ہیں:

"ایسے ہی وہ شخص (بھی کافر ہے) جس نے دعویٰ کیا کہ میرے پاس وحی ربانی آتی ہے۔ اگرچہ مدعی نبوت نہ ہو' یہ سب کے سب کافر اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنے والے ہیں۔" (شفاء ص ۲۷۱ ج ۲)

ان تصریحات کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کی ہفوات سنئے اور دیکھئے کہ اسلامی عقائد کے مد مقابل وہ کیا عقیدہ رکھتے ہیں:

(۱) "مگر بعد میں جو خدا تعالیٰ کی وحی بارش کی طرح میرے پر نازل ہوئی' اس نے مجھے اس عقیدہ پر قائم رہنے نہ دیا۔" (حقیقۃ الوحی ص ۱۵۰)

(۲) "اور میں بعد میں جس طرح قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہوں' ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی کھلی وحی پر ایمان رکھتا ہوں' جو مجھے ہوئی۔" (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقۃ الوحی ص ۲۶۴)

(۳) "یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے؟ جس نے اپنی وحی کی ذریعہ سے چند امر و نہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب الشریعۃ ہوگیا۔ پس اس تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی۔ الخ" (اربعین نمبر ۴ ص ۷)

مرزا نے اپنی اس تحریر میں صاحب وحی ہونے کے ساتھ صاحب الشریعۃ ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہے۔

۳:......اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت میں نجات صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی میں ممکن ہے' جیسا کہ باری تعالیٰ عزاسمہ کا ارشاد ہے:

"آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیجئے اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہوتو میری پیروی کرو تاکہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخش دے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

"آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کہہ دیں اطاعت کرو اللہ کی اور رسول کی پھر اگر اعراض کریں تو اللہ کو محبت نہیں ہے کافروں سے۔" (آل عمران)

ان دونوں آیتوں میں رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کو مغفرت اور نجات کا ذریعہ بتایا گیا ہے اور آپ کی اتباع سے اعراض کو کفر سے تعبیر فرمایا گیا ہے' جس کا صاف مطلب یہی ہے کہ مدار نجات آپ

ہی کی پیروی ہے۔

اس کے برخلاف مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ اب مدار نجات میری وحی ہے' جو اس کی اتباع نہیں کرے گا وہ جہنمی ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی عبارت بلفظہ:

(۱) "چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خدا تعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا ہے۔ اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم کو میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔" (حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۷)

(۲) "بہرحال جب کہ خدائے تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر کیا ہے کہ ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا ہے وہ مسلمان نہیں اور خدا کے نزدیک قابل مواخذہ ہے۔"

(۳) مرزا محمود بن مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب حقیقۃ النبوۃ میں لکھتے ہیں: "آپ (مرزا غلام احمد) کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ نے ضروری قرار دیا ہے اور اسے مدار نجات ٹھہرایا ہے۔" (ص۱۵۶)

۴:...... اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت کا عقیدہ ہے کہ معجزہ نبی کے علاوہ کسی سے ظاہر نہیں ہوسکتا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلسلۂ نبوت ختم ہو گیا' اس لئے اب کسی سے معجزہ صادر نہیں ہوسکتا۔

امام شعرانیؒ تحریر فرماتے ہیں: "جمہور اصولیوں نے معجزہ کی یہ تعریف کی ہے کہ تحدی یعنی دعویٰ رسالت کے ساتھ رسول سے امر خارق ظاہر ہو اور کوئی اس کا معارضہ نہ کرسکے۔"

اس دعویٰ کے مقابلہ میں آنجہانی مرزا کی لن ترانی ملاحظہ ہو:

(۱) "ہاں اگر یہ اعتراض ہو کہ اس جگہ معجزات کہاں ہیں تو میں صرف یہی جواب دوں گا کہ میں معجزات دکھلا سکتا ہوں' بلکہ خدا کے فضل و کرم سے میرا جواب یہ ہے کہ اس نے میرا دعویٰ ثابت کرنے کے لئے اس قدر معجزات دکھائے ہیں کہ بہت ہی کم نبی ایسے آئے ہیں' جنہوں نے اس قدر معجزات دکھائے ہوں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اس قدر معجزات کا دریا رواں کر دیا ہے کہ باستثنائے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے باقی تمام انبیاء علیہم السلام میں ان کا ثبوت اس کثرت کے ساتھ قطعی اور یقینی طور پر محال ہے' کوئی قبول کرے یا نہ کرے۔" (تتمہ حقیقۃ الوحی ص۱۳۶)

ایک موقع پر لکھتے ہیں:

(۲) "اور خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔" (چشمہ معرفت ص۳۱۷)

براہین احمدیہ حصہ پنجم میں لکھا ہے: "درحقیقت یہ خرق عادت نشان ہیں اور اگر بہت ہی سخت گیری اور زیادہ سے زیادہ احتیاط سے بھی ان کا شمار کیا جائے' تب بھی یہ نشان جو ظاہر ہوئے دس لاکھ سے زیادہ ہوں گے۔" (صفحہ۵۶)

تحفہ گولڑویہ صفحہ ۶۳ پر مرزا صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کی تعداد تین ہزار بتائی ہے اور اپنے معجزات کی تعداد دس لاکھ سے بھی زائد بتاتے ہیں۔ اس لئے تتمہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۳۶ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا استثناء محض ایک فریب ہے۔

۵:...... اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت میں رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم افضل کائنات ہیں' مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے مقام مرتبہ کو نہیں پہنچ سکتا۔ افضل البریہ علیہ السلام والتحیۃ کا ارشاد ہے:

"عن جابر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا قائد المرسلین ولا فخر۔" (مشکوٰۃ ص۵۱۴ بحوالہ دارمی)

ترجمہ: "حضرت جابر راوی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمام مرسلین کا قائد اور پیشرو ہوں اور کوئی فخر نہیں۔"

ایک دوسری حدیث میں آپ فرماتے ہیں:

"انا اکرم الاولین والآخرین ولا فخر۔" (مشکوٰۃ ص۵۱۳ بحوالہ ترمذی)

ترجمہ: "میں تمام اگلوں اور پچھلوں سے افضل ہوں بلا فخر کے۔"

(۱) اور مرزا قادیانی اپنی تعریف میں یوں گویا ہیں:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
آنچہ داداست ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

ترجمہ: اگرچہ انبیاء بہت گزرے ہیں' میں معرفت میں ان میں کسی سے کم نہیں ہوں' خدا نے جو پیالہ ہر نبی کو دیا ہے وہ پیالہ مجھ کو بتمامہ دیا ہے (پیالہ سے مراد ساغر نبوت ہے) یقیناً میں ان تمام نبیوں سے کم نہیں ہوں' جو جھوٹ کہتا ہو وہ ملعون و مردود ہے۔ "زاں ہمہ" کے عموم میں رسالت مآب سرور کائنات محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) بھی شامل ہیں۔

(۲) درج ذیل شعر میں تو باتخصیص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر اپنی بالاتری کا دعویٰ کیا ہے:

لہ خسف القمر المنیر وان لی
خسفا القمران المشرقان اتنکر
(اعجاز احمدی ص ۷۱)

مرزا صاحب ہی کے الفاظ میں ترجمہ ملاحظہ کیجئے:

اس کے (یعنی نبی کریم) کے لئے (صرف) چاند کا خسوف ظاہر ہوا' اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا' کیا تو انکار کرے گا۔

ترجمہ میں "اس" کے الفاظ کس ذات گرامی کے لئے استعمال کئے ہیں۔ بطور خاص قابل توجہ ہیں۔

۲:......اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت میں حضرات انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر فرض ہے اور ان کی توہین وتنقیص مستلزم کفر:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"لتومنوا باللہ ورسولہ وتعزروہ وتوقروہ۔" (الفتح)

ترجمہ: "تاکہ تم ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور اس کی مدد کرو اور اس کی تعظیم بجالاؤ۔"

مشہور تابعی حضرت مجاہد راوی ہیں کہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا' جس نے (نعوذ باللہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کے کلمات کہے تھے۔ حضرت عمرؓ نے اسے قتل کی سزا دی اور فرمایا کہ "من سب اللہ تعالیٰ اوسب احد من الانبیاء فاقتلوہ۔" (الصارم المسلول ص ۱۹۵)

علامہ ابن تیمیہ نے یہی فتویٰ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بھی نقل کیا ہے۔

قاضی عیاض لکھتے ہیں:

"من کذب باحد من الانبیاء او تنقص احدا منہم اوبری منہم فھو مرتد۔" (شفاء ص ۲۸۶ ج ۲)

ترجمہ: "جس نے کسی نبی کی تکذیب' تنقیص یا برأت کا اظہار کیا وہ مرتد ہے۔"

لیکن قادیانیوں کے مذہب میں کسی نبی کی توہین وتنقیص اور ان کی مقدس شان میں گستاخی سب روا ہے چنانچہ بانی مذہب قادیانی مرزا آنجہانی نے برگزیدہ پیغمبر حضرت عیسیٰ مسیح علیہ السلام کی شان اقدس میں ایسے گستاخانہ کلمات استعمال کئے ہیں کہ انہیں نقل کرتے ہوئے دل دہل رہا ہے' ہاتھ کانپ رہا ہے اور قلم لرزش میں ہے' مگر "نقل کفر کفر نباشد" سے دل کو تسلی دے کر چند حوالے سپرد قلم ہیں۔ ملاحظہ کیجئے اور اس گستاخ رسولؐ پر اللہ کی لعنت بھیجئے۔

(۱) "پس اس نادان اسرائیلی نے (مراد حضرت عیسیٰ ہیں) ان معمولی باتوں کا پیشگوئی کیوں نام رکھا۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۴)

(۲) "ہاں آپ کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی' ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے' مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔" (حاشیہ ضمیمہ انجام آتھم ص ۵)

(۳) "نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہیں' یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا میری تعلیم ہے۔" (حوالہ سابقہ ص ۶)

(۴) "آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے' تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زناکار کسبی عورتیں تھیں' جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔ آپ کا کنجریوں سے میلان اور صحبت شاید اسی وجہ سے ہو کہ جدی مناسبت درمیان میں ہے ورنہ کوئی پرہیزگار انسان ایک کنجری (کسبی) کو یہ موقع نہیں

دے سکتا کہ وہ اس کے سر پر ناپاک ہاتھ لگاوے اور زناکاری کی کمائی کا پلید عطر اس کے سر پر ملے اور اپنے بالوں کو اس کے پیروں پر ملے۔ سمجھنے والے سمجھ لیں کہ ایسا انسان کس چلن کا آدمی ہو سکتا ہے۔" (حوالہ سابق ص ۷)

ظاہر ہے کہ ان بے بنیاد الزامات اور بازاری گالیوں سے اس پاکیزہ اور محترم ہستی کے تقدس پر کیا اثر پڑے گا' جسے رب العزت نے کلمۃ اللہ اور روح اللہ کے خطاب سے عزت بخشی ہو۔ البتہ ان گالیوں نے خود مرزا کی شرافت و نجابت کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے۔ سچ کہا ہے کہنے والے نے:

چوں خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکاں زند

۷:.....اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت کا یہ عقیدہ ہے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کے باعزت اور فرمانبردار بندے ہیں جو لطیف نورانی جسم رکھتے ہیں اور مختلف شکلیں اختیار کر سکتے ہیں ان میں سے بعض بحکم خدا اپنے مستقر سے زمین پر بھی اترتے ہیں اور حضرت جبرئیل وحی ربانی لے کر حضرات انبیا علیہم السلام کے پاس آتے تھے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"بل هم عباد مكرمون لا يسبقونه بالقول وهم بامره يعملون."

ترجمہ: "بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کے باعزت بندے ہیں بات میں اللہ تعالیٰ سے پیش کلامی نہیں کرتے اور وہ اللہ کے حکم کے مطابق کام کرتے ہیں۔"

ایک دوسری آیت میں فرشتوں کی شان یہ بتائی گئی ہے:

"لا يعصون الله ما امرهم ويفعلون مايؤمرون."

"وہ اللہ کے حکم کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہی عمل کرتے ہیں۔ جس کا ان کو حکم ہوتا ہے۔"

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ بدر کے دن فرمایا:

"هذا جبرئيل اخذ براس فرسه عليه اداة الحرب." (بخاری ص ۵۷۰ ج ۲)

ترجمہ: "یہ جبرئیل ہیں' اپنے گھوڑے کا سر پکڑے ہوئے ہتھیار زیب تن کئے ہوئے۔"

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

"نزل جبرئيل فامني فصليت معه' ثم صليت معه' ثم صليت معه ثم صليت معه' ثم صليت معه." (بخاری ص ۴۵۷ ج ۱)

یعنی جبرئیلؑ نازل ہوئے اور مجھ کو پانچوں نمازیں پڑھائیں۔

کتاب و سنت کے یہ نصوص ناطق ہیں کہ فرشتے اللہ کی ایک محترم مخلوق ہیں' اپنے مستقر سے بحکم خدا زمین پر آتے ہیں اور جو کام ان کے سپرد ہوتا ہے اسے انجام دیتے ہیں۔

اب اللہ جل شانہ' اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے مقابلے میں مرزا غلام احمد قادیانی کی تحقیق بھی سنئے اور فیصلہ کیجئے کہ کیا اس رجم بالغیب اور اٹکل کے تیر کا اسلامی نظریہ سے کوئی ادنیٰ بھی تعلق ہے؟

اپنی تصنیف توضیح المرام کے ص ۳۱ پر لکھتے ہیں:

(۱) "بلکہ فرشتے اپنے اصلی مقامات سے جو ان کے لئے خدا تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہیں۔ ایک ذرہ کے برابر بھی آگے پیچھے نہیں ہوتے جیسا کہ خدا تعالیٰ ان کی طرف سے قرآن شریف میں فرماتا ہے: "وما منا الا له مقام معلوم وانا لنحن الصافون." (صافات ع:۳۳)

پس اصل بات یہ ہے کہ جس طرح آفتاب اپنے مقام پر ہے اور اس کی گرمی' روشنی زمین پر پھیل کر اپنے خواص کے مطابق زمین کی ہر چیز کو فائدہ پہنچاتی ہے اسی طرح روحانیت سماویہ خواہ ان کو یونانیوں کے خیال کے موافق نفوس فلکیہ کہیں یا دساتیر اور وید کی اصطلاحات کے موافق ارواح کواکب سے نامزد کریں یا سیدھے اور موحدانہ طریق سے ملائک کا لقب دیں' درحقیقت یہ عجیب مخلوقات اپنے اپنے مقام میں مستقر اور قرار گیر ہے۔"

۸:.....اسلامی عقیدہ:

اسلامی عقیدہ ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے نکل کر حساب و کتاب کے لئے میدان حشر میں جمع ہوں گے' جنتی جنت میں اور جہنمی جہنم میں داخل کئے جائیں گے۔

ملاحظہ ہو درج ذیل آیت پاک:

”ونفخ فی الصور فاذاهم من الاجداث الی ربهم ینسلون.“

ترجمہ:”صور پھونکا جائے گا تو اس وقت سب کے سب اپنی قبروں سے نکل کر اپنے رب کی طرف چلیں گے۔“

یہ آیت کریمہ اس بات پر نص ہے کہ قیامت کے دن مردے قبروں سے زندہ ہوکر اٹھیں گے اور اپنے رب کے حضور حاضر ہوں گے۔ اس آیت پاک کے علاوہ قرآن کریم میں بے شمار آیتیں ہیں جن میں مردوں کے زندہ ہوکر میدان حشر میں جمع ہونے اور حساب وکتاب کے بعد جنت یا جہنم میں جانے کا ذکر ہے۔ اس سلسلے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے' جسے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں۔ ملاحظہ ہو وہ نقل کرتی ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

”لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں' ننگے بدن' بے ختنہ اٹھا کر جمع کئے جائیں گے۔ حضرت عائشہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! مرد وعورتیں ایک دوسرے کو (اس حال میں) دیکھیں گے؟ آپ نے فرمایا: عائشہؓ! وہ حالت اس سے زیادہ سخت ہوگی کہ لوگ ایک دوسرے کی جانب دیکھیں۔“لکل امرئ منهم یومئذ شان یغنیه.

(مشکوٰۃ ص ۴۸۳)

مرزا صاحب! قرآن و حدیث کی ان تصریحات کے بالمقابل یہ لکھتے ہیں:

”اگر بہشتی لوگ بہشت میں داخل شدہ تجویز کئے جائیں تو طلبی کے وقت انہیں بہشت سے نکلنا پڑے گا' اور اس لق ودق جنگل میں جہاں تخت رب العلمین بچھایا گیا ہے حاضر ہونا پڑے گا۔ ایسا خیال تو سراسر جسمانی اور یہودیت کی سرشت سے نکلا ہوا ہے۔ (ازالۃ الاوہام ص ۱۴۴)

مرزا صاحب ازالہ اوہام کے صفحہ ۱۴۵ پر بزعم خویش ثابت کرچکے ہیں' جو شخص بہشت میں داخل کیا جاتا ہے وہ اس سے کبھی خارج نہیں کیا جاتا' اور اسی کتاب کے صفحہ ۱۴۶ پر لکھتے ہیں:

”مومن کو فوت ہونے کے بعد بلاتوقف بہشت میں جگہ ملتی ہے۔“

ان عبارتوں کو یوں ترتیب دیں کہ مومن فوت ہوتے ہی بہشت میں داخل ہوجاتا ہے اور بہشت میں داخل ہوجانے کے بعد اس سے باہر نہیں نکالا جائے گا لہٰذا حساب وکتاب کے لئے میدان حشر میں اپنے رب کے حضور ان کے جمع ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں پیدا ہوتا' یہ ہے مرزا صاحب کا قیامت اور حشرو نشر اور حساب وکتاب کے متعلق نظریہ؟ لیکن اسے اس طرح پر پیچ اور اگر مگر کی بھول بھلیوں میں الجھا کر پیش کررہے ہیں تاکہ بادی النظر میں پڑھنے والا دھوکہ کھا جائے۔

۹:.......اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت میں بحالت اختیار نماز کے لئے سمت کعبہ کو قبلہ قرار دیا گیا ہے:

”فول وجهک شطر المسجد الحرام وحیث ماکنتم فولوا وجوهکم شطره.“ (البقرہ)

ترجمہ:”پھیر دیجئے اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف اور تم لوگ اے مسلمانو! جس جگہ ہوا کرو اپنا منہ اسی کی طرف پھیرو۔“

یہ پوری امت کا اجماعی مسئلہ ہے اور فقہ کی ہر چھوٹی بڑی کتاب میں موجود ہے' لیکن مرزائی شریعت میں مرزا صاحب کی وحی ”فاتخذوا من مقام ابراهیم مصلی“ کی رو سے قادیان قبلہ ہے' چنانچہ مرزائی اروپی گروہ کا اس پر عمل ہے' یہ گروہ قادیان کی جانب رُخ کرکے نماز پڑھنے کو اولیٰ قرار دیتا ہے۔ (حاشیہ حق المبین ص ۴'۳)

خود مرزا غلام احمد قادیانی حقیقۃ الوحی ص ۸۸ پر اپنا یہ الہام نقل کرتے ہیں:

”واتخذوا من مقام ابراهیم مصلی انا انزلنا قریباً من القادیان.“

ترجمہ:”ابراہیم کی جگہ قبلہ بناؤ اور مصلیٰ ٹھہراؤ' ہم نے اسے قادیان کے قریب نازل کیا ہے۔“

اس الہام میں مرزا نے قادیان کو قبلہ قرار دیا ہے۔ معلوم ہونا چاہئے کہ ابراہیم سے مراد خود مرزا کی ذات ہے۔ جیسا کہ مرزا کے اس الہام سے ظاہر ہے:

”آخر زمانہ میں ایک ابراہیم (یعنی مرزا قادیانی) پیدا ہوگا اور ان فرقوں میں وہ فرقہ نجات پائے گا کہ اس ابراہیم کا پیرو ہوگا۔“

۱۰:.......اسلامی شریعت:

اسلامی شریعت میں جہاد قیامت تک بوقت ضرورت وشرائط فرض ہے:

”کتب علیکم القتال“

(القرآن)

ترجمہ:”جہاد تم پر فرض کیا گیا ہے۔“

"وقاتلوا في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا...... الخ" (القرآن)

ترجمہ: "اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے جنگ کریں۔"

یہ اور ان کے علاوہ متعدد آیات فرضیت جہاد پر نص صریح ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لن يبرح هذا الدين قائما يقاتل عليه عصابة من المسلمين حتى تقوم الساعة۔" (مشکوٰۃ ص ۳۳۰ بحوالہ مسلم)

لیکن مرزا کی شریعت میں جہاد منسوخ ہے کیونکہ یہ ایک خراب چیز ہے۔ چنانچہ مرزا صاحب لکھتے ہیں:

"یہ بات تو بہت اچھی ہے کہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدد کی جائے اور جہاد کے خراب مسئلہ کے خیال کو دلوں سے منادیں۔" (اعجاز احمدی ص ۳۴۰)

خطبہ الہامیہ میں کہتے ہیں:

"کافروں کے ساتھ لڑنا مجھ پر حرام کیا گیا ہے۔" (ص ۲۵)

بطور مشتے از خروارے اس مختصر مقالہ میں مرزائی شریعت کے صرف دس بنیادی اصول و احکام نقل کئے گئے ہیں' جو سب کے سب اسلامی عقائد و احکام کے معارض و مخالف ہیں ورنہ واقعہ کی فہرست بڑی طویل ہے۔

☆☆..........☆☆

بقیہ: خوشگوار زندگی

اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں تو آپ کو بھی سکون ملے گا اور آپ کے متعلقین کو بھی۔

کاموں کی انجام دہی میں نفسیاتی محرک کا اعتبار کیا جائے' اس میں تکلف نہ برتا جائے' بہت سے کام ایسے ہیں کہ اگر ان کے لئے پر پیچ راستہ اختیار کیا جائے تو وہ ہاتھ نہیں آتے۔ ہمیشہ واقعات و مسائل کے اچھے پہلوؤں کو لیا جائے۔

مفید کاموں کو اپنے پیش نظر رکھا جائے' ان کو بروئے کار لانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے' مضر اور نقصان دہ کاموں سے دور رہا جائے' اہم کاموں کی انجام دہی کے لئے قوت ارادی کو مہمیز کرتے رہنا چاہئے۔

کاموں کو اپنے وقت پر نمٹایا جائے' اگلے وقت کے لئے فارغ رہا جائے' کیونکہ ہر وقت اپنے ساتھ نئی مصروفیات لاتا ہے' اگر کاموں کو وقت پر نہ نمٹایا گیا تو یہ کام جمع ہو جائیں گے اور اگلے کام اس میں شامل ہو جائیں گے۔ چنانچہ ان کاموں کا بوجھ بڑھے گا' اگر ہر کام کو وقت پر نمٹا دیا جائے تو آنے والے کاموں کا قوت فکر اور قوت عمل سے نمٹانا ممکن ہوگا۔

مفید کاموں میں "اہم اور اہم ترین" کا اصول بنانا چاہئے' خاص طور پر اس کام کو ترجیح دینی چاہئے' جس کی طرف دل کا رجحان ہو' ورنہ اس کے خلاف کرنے سے سستی اور اکتاہٹ پیدا ہوگی' غور و فکر اور مشورے سے کاموں کا انتخاب کیا جا سکتا ہے' اگر مشورے کے بعد کسی کام میں ناکامی بھی ہوگی تو افسوس نہیں ہوگا' جو کام کرنے کا ارادہ ہو تو پہلے اس کا خوب جائزہ لے لیا جائے' اگر اس میں کوئی فائدہ نظر آئے تو اللہ کا نام لے کر شروع کر دینا چاہئے۔

بقیہ: افادات فقیہ الامت

خراب کر دیتا ہے اسی طریقہ سے قلب کے اندر مادہ معصیت کا پیدا ہوتا ہے' جس کی وجہ سے اعضائے ظاہرہ سے بھی معاصی کا صدور ہوتا ہے۔

آدمی مومن کہلانے کا حقدار کب ہوتا ہے

دعویٰ محبت کے لئے دلیل ضروری ہے:

آدمی مومن کہلانے کا حقدار کب ہے؟ جب اس کے دل میں اتنی محبت ہو کہ ماں باپ کی نہ ہو' نہ اولاد کی ہو' نہ کسی اور کی' سب سے زیادہ محبت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہونی چاہئے' تب جا کر آدمی مومن کہلانے کا مستحق ہوگا' محبت کا دعویٰ کر لینا بہت آسان ہے ہر شخص کہہ سکتا ہے کہ مجھے سب سے زیادہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے' لیکن اس کے واسطے کچھ آثار کچھ علامات ہونی چاہئیں' اس کا دعویٰ بغیر دلیل کے تسلیم نہیں ہوتا ورنہ کوئی شخص کسی سے کہہ دے کہ فلاں شخص کے ذمہ میرے دو لاکھ روپے ہیں اتنا کہنے سے وہ مستحق ہو جائے گا؟ کیا اس کے دو لاکھ روپے دلانے ضروری ہوں گے؟ ہرگز نہیں بلکہ ثبوت پیش کرنا ہوگا' تو دعویٰ کرے کہ حضور صلی اللہ علیہ سے مجھے سب سے زیادہ محبت ہے' لیکن اس کے لئے دلیل اور ثبوت کیا ہے؟ اس کے دلیل' ثبوت شواہد' صحابہ کرامؓ کی زندگیوں میں ملیں گے' جس وقت مقابلہ ہو جائے' ایک کی محبت ادھر کو پکارتی ہے دوسرے کی محبت ادھر کو پکارتی ہے' تو آدمی کس کی آواز پر جاتا ہے؟ کس کی پکار پر جاتا ہے؟ معلوم ہوتا ہے اس کی محبت زیادہ ہے۔

مطبوعات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 150روپے	مقدمہ قادیانی مذہب پروفیسر محمد الیاس برنیؒ قیمت: 75روپے	خاتم النبیین علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ قیمت: 75روپے	رئیس قادیان مولانا محمد رفیق دلاوریؒ قیمت: 100روپے	آئینہ قادیانیت مولانا اللہ وسایا قیمت: 50
تحفۂ قادیانیت (جلد اول) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد سوم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد چہارم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150روپے	تحفۂ قادیانیت (جلد پنجم) مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ قیمت: 150
احتساب قادیانیت (جلد اول) مولانا لال حسین اخترؒ قیمت: 100روپے	احتساب قادیانیت (جلد دوم) مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد سوم) مولانا حبیب اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد چہارم) علامہ کشمیریؒ، حضرت تھانویؒ، حضرت عثمانیؒ، حضرت میرٹھیؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد پنجم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے
احتساب قادیانیت (جلد ششم) قاضی سلمان منصور پوریؒ، پروفیسر یوسف سلیم چشتی قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہفتم) مولانا سید محمد علی مونگیریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد ہشتم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد نہم) مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ قیمت: 125روپے	احتساب قادیانیت (جلد دہم) مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوریؒ قیمت: 125روپے
قومی تاریخی دستاویز مولانا اللہ وسایا قیمت: 100روپے	قادیانی شبہات کے جوابات مولانا اللہ وسایا قیمت: 60روپے	رفع ونزول عیسیٰ علیہ السلام مولانا عبداللطیف مسعودؒ قیمت: 100روپے	سوانح مولانا تاج محمودؒ صاحبزادہ طارق محمود قیمت: 100روپے	اٹھارہ اہم پیشگوئیاں مولانا محمد اقبال رنگونی قیمت: 20روپے

نوٹ: تحفۂ قادیانیت مکمل سیٹ 600روپے، احتساب قادیانیت مکمل سیٹ 1,000

ڈاک خرچ کتب منگوانے والے حضرات کے ذمہ ہوگا

514122

افادات فقیہ الامت

مفتی محمود حسن گنگوہیؒ

حقیقت ایمان:

ایمان کے معنی فیصلہ کرنے کے ہیں' یہ طے کر لینا یہ فیصلہ کر لینا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنی ہے' جو احکام آپ اللہ کی طرف سے لے کر آئے ہیں' ان کے ماتحت رہ کر مجھے زندگی گزارنی ہے۔ اس فیصلہ کا نام ایمان ہے: ''یا ایھا الذین آمنوا'' اے ایمان والو! یعنی جو لوگ فیصلہ کر چکے کہ ہم کو اپنی زندگی حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق گزارنی ہے' نہ جی چاہی زندگی گزارنی ہے' نہ سوسائٹی رسم ورواج کی زندگی گزارنی ہے' نہ ملک کی زندگی گزارنی ہے' بلکہ زندگی گزارنی ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق' جو کچھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہوگا' اس کے موافق گزارنی ہے' یہ ہے ایمان' اگر کسی ملک میں کوئی پارٹی رہتی ہے جو سیاسی حیثیت سے وہاں کی حکومت کو تسلیم نہیں کرتی' حکومت نے اس کو باغی قرار دے رکھا ہے' اگر پوچھا جائے پارٹی سے کہ حکومت کس کی ہے تو وہ بھی بتلائیں گے جس کی حکومت ہے' جس کو وہ جانتی ہے' جس کے قانون بھی نافذ ہیں اور یہ بھی جانتی ہے کہ اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے تو ہمیں گرفتار کرے گی' جیل بھیج دے گی' سزائیں دے گی' لیکن اس نے فیصلہ نہیں کیا کہ ہم اس کے ماتحت زندگی گزارنا چاہتے ہیں' لہٰذا وہ باغی کہلائے گی' اسی طریقہ پر جو شخص جانتا ہے لیکن یہ فیصلہ نہ کرے کہ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلے کے مطابق زندگی گزارنی ہے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام پر چلنا ہے' اپنی ساری زندگی کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رخ پر چلانا ہے' جو شخص اس کا فیصلہ نہ کرے اس کے متعلق کیسے کہا جائے کہ وہ مومن ہے۔

ایمان کی پختگی کے لئے تقویٰ کی

حضرت مولانا محمد رحمت اللہ میر قاسمی

ضرورت:

ہم کو بھی نظر ثانی کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا ایمان کس حیثیت کا ہے؟ آیا وہی ہے جس کا مطالبہ ہم سے کیا جا رہا ہے یعنی یہ فیصلہ کر لینا کہ ہم اپنی پوری زندگی' زندگی کا ہر ہر گوشہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق گزار دیں گے' اگر ہم نے یہ فیصلہ کر لیا ہے تو اگر چہ اس کے بعد کوتاہی بھی ہوتی رہے۔ خطا قصور بھی آدمی کے ساتھ لگا ہوا ہے' وہ ہوتا رہے لیکن فیصلہ یہی ہے کہ خطا کو خطا سمجھے اور اس سے تائب ہو' معافی مانگے' ارادہ کرے کہ آئندہ خطا نہیں کروں گا اور طے یہ کرلے کہ چلنا اسی راستہ پر ہے' فیصلہ یہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق زندگی گزارنی ہے' یہ ہے ایمان۔ ایسے لوگوں کو خطاب ہے ''یا ایھا الذین آمنوا.'' یعنی اے ایمان والو! یعنی ایسے لوگ فیصلہ کر چکے' جو لوگ طے کر چکے کہ ہم اللہ کے حکم کی اطاعت کریں گے' اللہ کے ماتحت زندگی گزاریں گے' حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے دین پر عمل کریں گے' جو لوگ یہ فیصلہ کر چکے ہیں وہ گویا کہ اپنائیت میں آچکے ہیں' وہ اللہ کے اپنے ہو گئے' ان کو خطاب ہے' کیا خطاب ہے؟ اتقوا اللہ اب جب یہ فیصلہ کر لیا تو اب اللہ کا تقویٰ اختیار کرو۔ اللہ سے ڈرو' درحقیقت جو تقویٰ کی تعلیم ہے یہ درحقیقت ایمان کی پختگی اور کمال کے لئے ہے' نفس ایمان تو حاصل ہے لیکن یہ ایمان کیسے کامل ہوگا؟ ایمان پختہ کیسے ہوگا؟ ایمان پر ثابت قدمی کیسے حاصل ہوگی' اتقوا اللہ ہر ایسی چیز سے ڈرتے رہو جو اللہ کو ناخوش کرنے والی ہے' اللہ کی نافرمانی سے ڈرتے رہو' بچتے رہو' تب ایمان پختہ رہے گا اور اگر تقویٰ اختیار نہ کیا تو ایمان کمزور ہوتا چلا جائے گا کمزور ہوتے ہوتے معطل ہو جائے گا' اس کے

اندر کوئی جان نہیں رہے گی' قلب کے اندر ایک کیفیت ہے جو انسان کو اس بات پر آمادہ کرتی ہے کہ دیکھو جو کام کرو یہ سوچ کر کے کرو کہ کہیں محبوب حقیقی کو ناخوشی نہ ہو' وہ ناراض نہ ہو جائے یہ سوچ لگ جانا' یہ فکر لگ جانا یہی تقویٰ ہے' جس قدر یہ غالب ہوگا اسی قدر آدمی معاصی سے بچے گا' خداوند تعالیٰ کی نامرضیات سے بچے گا' نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کو تلاش کر کے ان پر عمل کرے گا۔

تقویٰ حاصل ہونے کا طریقہ:

تقویٰ کہاں سے حاصل ہوگا؟ اس کی تدبیر یہ بتائی کہ "کونوا مع الصادقین" سچوں کے ساتھ ہو جاؤ' سچوں کے ساتھ رہو گے تو ان کا اثر تمہارے اوپر پڑے گا' تقویٰ آئے گا' صحبت کا اثر تو بھائی ہوتا ہے کہ ہیٹر کے پاس آدمی بیٹھا ہے تو اس کا بدن بھی گرم ہوتا ہے' کپڑا بھی گرم ہوتا ہے' اسی کی صحبت کا تو اثر ہے' اگر برف کے پاس آدمی بیٹھے تو بدن بھی ٹھنڈا ہوگا' یہ اس کی صحبت کا اثر ہے۔

اہل اللہ کی صحبت کا اثر:

اہل اللہ کی صحبت کا اثر تھوڑی دیر کے لئے بھی میسر آجائے تو بھی غنیمت ہے' بہت کارآمد ہے گو اس کا اثر اس وقت کسی شخص کو محسوس نہ ہو' لیکن اثر کئے بغیر نہیں رہتی' کسی نہ کسی وقت پہنچ کر اس کا اثر ضرور ہوتا ہے۔

بیعت ہونے کی بعد محنت و مجاہدہ کی ضرورت:

یہ بیعت ہونا ایسا ہے جیسے ایک طالب علم مدرسہ میں آ گیا' داخل ہو گیا' اس نے رجسٹر میں اپنا نام لکھوا دیا' لیکن نہ کتاب پڑھتا ہے نہ سبق یاد کرتا ہے' نہ تکرار' نہ مطالعہ' کچھ نہیں کرتا' بتاؤ خالی رجسٹر میں نام لکھانے سے اس کو علم آئے گا؟ اس کو علم نہیں آئے گا' علم تو محنت کرنے سے آئے گا؟ طریقہ سے جو لوگ بیعت ہوئے' بیعت ہونے سے ان کا داخلہ تو ہو گیا' لیکن جب محنت کریں گے تبھی جا کر کچھ آئے گا' یہ دولت بغیر محنت کے نہیں آتی' دنیا کی ذرا ذرا سی چیز کے واسطے کتنی محنت کرنی پڑے گی' بڑی محنت کرنی پڑتی ہے' آدمی اپنی حیثیت کے مطابق محنت کرتا ہے' لیکن حق تعالیٰ اپنی شان عالی کے مطابق عطا فرماتے ہیں۔

مسجد کی اصل رونق اعمال سے ہے:

آج کل مسجد بارونق تو بہت ہوتی ہیں' فرش بھی اچھے اچھے بچھے ہوتے ہیں' فرنیچر اس کا شاندار ہوتا ہے' لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمال ان میں کم ہیں' اس وجہ سے وہ آبادی' آبادی نہیں۔

ظاہر کے ساتھ باطن کی صفائی بھی ضروری ہے:

بعض آدمی یوں کہتے کہ صرف باطن صاف ہونا چاہئے' ظاہر میں کیا رکھا ہے' دل ہمارا ٹھیک ہے' عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں' کہتی ہیں اصل پردہ تو دل کا پردہ ہوتا ہے' ظاہر میں کیا رکھا؟ یہ بات تو بہت ٹھکانے کی کہی ہے کہ اصل پردہ دل کا ہے۔ ظاہر میں کیا رکھا ہے' یہ غلط ہے' ظاہر میں بہت کچھ رکھا گیا ہے اور اس ظاہر کے ضائع ہونے سے بڑے بڑے فتنے پیدا ہوتے ہیں۔

یہ سب نفس کی خواہش ہیں جو شریعت کے احکام میں تبدیلی کرنے پر آمادہ کرتی ہیں' یہ نفس جو بات سمجھاتا ہے کہ اندر کا پردہ چاہئے' ظاہر کے پردے میں کیا رکھا ہے' ارے جب نصوص میں موجود ہے تو تم کیوں عمل نہیں کرتے' آپ بتایئے کہ جب کسی مرد سے یہ کہا جائے کہ تم زنانہ لباس پہن لو جس طرح عورتیں زیور پہنتی ہیں' زیور پہن لو تو کیا وہ تیار ہو جائے گا' پہننے کو نہیں تیار ہوگا' اس کو سمجھاؤ کہ بھئی تم تو مرد ہو اندر سے' باہر سے عورت کا لباس ہے تو اس میں کیا مضائقہ ہے؟ مگر کبھی اس کو برداشت نہیں کر سکتا ہے' چاہے وہ اندر سے کچھ ہو' لیکن عورت کا لباس پہننے کو تیار نہیں ہوگا' ایک شخص کے جسم میں پھنسیاں نکل ہوئی ہیں' بہت بہہ رہی ہیں' بڑے بڑے دنبل نکلے ہوئے ہیں' وہ کہتا ہے اندر بالکل ٹھیک ہے' ظاہر میں تو کھال میں ایسا ہے' کھال میں کیا رکھا ہے؟ اندر سے تو صاف ہے' یہ غلط کہتا ہے' اندر سے پہلے خون خراب ہوا' مادہ فاسد ہوا تب تو کھال پر ظاہر ہوا' تو جتنے گناہ ہوتے ہیں پہلے اندر خراب ہوتا ہے' آدمی کا باطن خراب ہوتا ہے' تب جا کر گناہ سرزد ہوتے ہیں' اگر باطن میں صفائی ہو تو ظاہر میں گناہ سرزد نہیں ہوں گے۔ اس کی ضرورت ہے کہ ظاہر کے گناہوں پر بھی توجہ کی جائے اور باطن کے گناہوں پر بھی توجہ کی جائے تب جا کر تکمیل ہو گی۔

اصلاح قلب کی ضرورت:

جس طرح آدمی کا کرتا یہ ظاہر ہے اور اس کے اعتبار سے بدن اس کا باطن ہے' کرتے کو بھی صاف رکھا جاتا ہے' اسی طریقہ پر انسان کا جو ظاہر بدن ہے یہ ظاہر ہے اور اندر قلب ہے' روح ہے وہ باطن ہے تو جس طرح سے اندر مادہ فاسد پیدا ہوتا ہے' قلب تک پہنچ جاتا ہے اور سارے بدن کو

باقی صفحہ 23 پر

فرما گئے یہ ہادی — لا نبی بعدی

زیر سرپرستی

محدث کبیر شیخ حضرت اقدس مولانا خواجہ **خان محمد** صاحب دامت برکاتہم

مخدوم العلماء پیر طریقت حضرت قبلہ شاہ **نفیس الحسینی** دامت برکاتہم

بمقام

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دارالمبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ مسلم کالونی چناب نگر

سالانہ

ردِ قادیانیت و عیسائیت کورس

بتاریخ ۷ شعبان تا ۲۷ شعبان ۱۴۲۴ھ بمطابق 4 اکتوبر تا 24 اکتوبر 2003ء

کورس میں شرکت کے خواہشمند حضرات کے لئے کم از کم درجہ رابعہ یا میٹرک پاس ہونا ضروری ہے۔ شرکاء کو کاغذ قلم، رہائش، خوراک، نقد وظیفہ منتخب کتب کا سیٹ دیا جائے گا۔ کورس کے اختتام پر امتحان ہوگا۔ کامیاب ہونے والوں کو اسناد دی جائیں گی۔ نیز پوزیشن حاصل کرنیوالوں کو اضافی کتب اور نقد انعام دیا جائے گا۔ داخلہ کے خواہشمند سادہ کاغذ پر درخواست ارسال کریں۔ جس میں نام، ولدیت مکمل پتہ اور تعلیمی تفصیل لکھی ہو۔ موسم کے مطابق بستر ہمراہ لانا انتہائی ضروری ہے۔

درخواستوں کیلئے پتہ: شعبہ نشر و اشاعت عالمی مجلس تحفظِ ختم نبوۃ حضوری باغ روڈ ملتان

فون چناب نگر: 04524/212611
ملتان: 061/51422

REGD. NO. SS-160

بروز

جمعرات
جمعۃ المبارک

2 3 اکتوبر 2003ء

۵ ۶ شعبان ۱۴۲۴ھ

بمقام

مسلم کالونی چناب نگر

۲۳ ویں سالانہ دو روزہ عظیم الشان

ختم نبوّت کانفرنس

زیر صدارت: مخدوم المشائخ حضرت مولانا

خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ

امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان

علماءٔ، مشائخ، سیاسی قائدین، دانشور اور وکلاءٔ خطاب فرمائیں گے

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان، ملتان

فون	ملتان	کراچی	لاہور	اسلام آباد	راولپنڈی	سرگودھا	گوجرانوالہ	فیصل آباد	چناب نگر	کوئٹہ	ٹنڈو آدم
نمبرز	514122	7780337	5862404	829186	5551675	710474	215663	633522	212611	841995	71613